# اِنسانی حقوق
# کیلئے
# اقوام متحدہ
# کی خدمات

اقوام متحدہ

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
09721
★ MAILSI ★

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

## پیش لفظ

اقوام متحدہ کے مقاصد میں سے ایک مقصد جس کا اعلان چارٹر کی دفعہ ۱ میں کیا گیا ہے، یہ ہے کہ نسل، جنس زبان یا مذہب کی تفریق سے علیحدہ ہو کر سب کے لئے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام کو فروغ اور تقویت دینے کی خاطر بین الاقوامی تعاون حاصل کیا جائے۔

اس منزل میں اقوام متحدہ کی تحصیلات اس قیام کے بعد بیس سال کی مدت میں بہت ٹھوس رہی ہیں لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ راستہ آسان ہے یا ترقی کی رفتار تیز رہی ہے۔ کاش دنیا بھر کی قومیں اور باشندے پوری طرح اس تصور کو قبول کرلیں کہ انسانی حقوق بین الاقوامی تعاون کے ذریعے حاصل ہوسکتے ہیں اور حاصل ہونے چاہئیں، بڑی منزلیں طے کرنی ہیں، بہت سے مسائل اور دشواریوں کا سامنا کرنا ہے اور ان پر قابو پانا ہے۔

دنیا بھر میں انسانی حقوق کے فروغ اور تحفظ کی حوصلہ افزائی کے لئے اقوام متحدہ نے جو کچھ کیا ہے اور جو کچھ کررہی ہے، اس کا خلاصہ اس کتابچے میں درج کیا جاتا ہے۔

کتاب خانہ سردار جہنڈیر
ملسی (پاکستان)
نمبر شمار : ..............................
کتاب نمبر : ..............................
572
1611

اقوام متحدہ کے تین بڑے اعضاء یعنی جنرل اسمبلی، اقتصادی اور معاشرتی کونسل اور تولیتی کونسل پر انسانی حقوق کے ضمن میں چارٹر کے ماتحت ذمہ داریاں عائد کی گئی ھیں۔ دفعہ ۶۸ کے بموجب ''انسانی حقوق کو فروغ دینے کی خاطر،، اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے تحت قائم ھونے والے کمیشنوں کا بطور خاص ذکر کیا گیا ھے۔

انسانی حقوق کا کمیشن ۱۹۴۶ء میں وجود میں آیا اور اس نے اپنا پہلا اجلاس جنوری ۱۹۴۷ء میں منعقد کیا۔ وہ اٹھارہ اراکین پر مشتمل تھا اور اب اس کے اراکین کی تعداد اکیس ھے۔ اس کے فرائض بہت وسیع ھیں۔ یہ کمیشن ان نکات کے بارے میں اپنی تجاویز، سفارشیں اور رپورٹیں اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے سامنے پیش کرتا ھے: "(ا) حقوق کا ایک بین الاقوامی مسودۂ قانون۔ (ب) شہری آزادیوں، عورتوں کی حیثیت، اطلاعات کی آزادی اور ایسے ھی موضوعات پر بین الاقوامی منشور، اور ضابطے۔ (ج) اقلیتوں کی حفاظت۔ (د) نسل، جنس، زبان یا مذھب کی بنیاد پر فرق و امتیاز کی روک تھام۔ (ہ) انسانی حقوق سے متعلق کوئی اور معاملہ جو مندرجہ بالا نکات ا، ب، ج، اور د، کے تحت نہ آیا ھو"۔

انسانی حقوق کے کمیشن کے ماتحت فرق و امتیاز کی روک تھام اور اقلیتوں کی حفاظت سے متعلق ایک ذیلی کمیشن بھی ۱۹۴۶ء میں قائم کیا گیا تاکہ وہ فرق و امتیاز کی روک تھام اور اقلیتوں کی حفاظت کے بارے میں مطالعہ کرے اور سفارشات کمیشن کے سامنے پیش کرے۔

عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن بھی اسی زمانے میں قائم کیا گیا اس کا مقصد یہ ھے کہ سیاسی، تعلیمی، اقتصادی، مدنی اور معاشرتی

میدان میں عورتوں کے لئے مساوی حقوق کو فروغ دے اور ایسی تدابیر نکالے جو موجودہ امتیازات کو کم کردیں اور عورتوں کی حیثیت کو بہتر بنادئیں۔

انسانی حقوق کے کمیشن نے اب تک بیس اجلاس منعقد کئے ہیں۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۴ء تک اس نے زیادہ تر اپنا وقت انسانی حقوق کا ایک بین الاقوامی مسودۂ قانون مرتب کرنے کے لئے مخصوص رکھا۔ شروع میں اس موضوع پر خوب بحث ہوئی کہ مسودۂ قانون کی تشکیل کس طرح ہو۔ بعض کا خیال تھا کہ اصول، ایک اعلان، یا منشور سب سے زیادہ مناسب ہوگا اور بعض نے ایک ضابطۂ قانون کی حمایت کی۔ انجام کار فیصلہ ہوا کہ بین الاقوامی مسودۂ قانون ایک ''منشور'' پر مشتمل ہو جو انسانی حقوق کے عام معیار کا تعین کرے، ایک ضابطۂ قانون یا ضوابط قانون ہوں جن کی پابندی شریک ہونے والے تمام ملکوں کے لئے قانونی طور پر لازمی ہو اور تعمیل کرانے کی تدابیر ہوں جن کے ماتحت بین الاقوامی نظام عمل قائم کیا جاسکے تا کہ ان ضوابط کے نفاذ پر عام نگرانی عمل میں لائے۔

## انسانی حقوق کا عالمی منشور

جنوری ۱۹۴۷ء میں اس کمیشن نے مسز فرینکلن ڈی روزیلٹ کی صدارت میں اپنا کام شروع کیا۔ تقریباً دو سال بعد ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے پیرس کے قصر شائلا میں اجلاس کے وقت انسانی حقوق کا عالمی منشور منظور کیا۔ اس وقت نمائندگی کرنے والی ۵۸ قوموں میں سے ۴۸ نے اس کی منظوری کے لئے ووٹ دئے۔ مخالفت کسی نے نہیں کی۔ آٹھ غیر جانب دار رہے اور دو اجلاس سے غیر حاضر تھے۔

منشور میں ۳۰ دفعات ہیں جو شہری اور سیاسی حقوق اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق پر حاوی ہیں۔ دفعہ ۱ اور ۲ عام دفعات ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ ''جملہ بنی نوع انسان آزاد پیدا ہوتے ہیں اور وقار و

حقوق میں برابر ہوتے ہیں" اور وہ "ان تمام حقوق اور آزادیوں کے مستحق ہوتے ہیں جو نسل، جنس، زبان، مذہب، سیاسی یا دوسرے نظریات قومی یا معاشرتی اصل، جائداد، پیدائش یا کسی اور حیثیت کے فرق و امتیاز کے بغیر اس منشور میں بیان کئے گئے ہیں"۔ شہری اور سیاسی حقوق میں جن کو منشور کی دفعات ۳ تا ۲۱ میں تسلیم کیا گیا ہے، یہ امور شامل ہیں: زندگی کا حق، شخصی آزادی اور تحفظ، غلامی اور تابعداری سے آزادی، اذیت یا ظالمانہ، انسانیت سوز یا اہانت آمیز برتاؤ یا سزا سے آزادی، قانون کے سامنے ایک فرد کی حیثیت سے تسلیم کئے جانے کا حق، قانون کی یکساں حفاظت، موثر قانونی چارہ جوئی کا حق، من مانی گرفتاری، نظر بندی یا جلاوطنی سے آزادی، ایک آزاد غیر جانب دار عدالت کے سامنے منصفانہ اور کھلے عام عدالتی تحقیقات کا حق، الزام ثابت ہونے سے پہلے تک بے گناہ گردانے جانے کا حق، نجی معاملات، خاندان، گھر اور نجی خط و کتابت کے سلسلے میں من مانی مداخلات سے آزادی، نقل و حرکت کی آزادی، پناہ لینے کا حق، قومیت پانے کا حق، شادی کرنے اور گھر بسانے کا حق، مالک جائداد بننے کا حق، خیال، ضمیر، اور مذہب کی آزادی، رائے اور اظہار رائے کی آزادی، انجمن بنانے اور اجتماع کرنے کا حق، حکومت میں حصہ لینے کا حق اور سرکاری خدمات میں یکساں رسائی پانے کا حق۔

دفعات ۲۲ تا ۲۷ اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق ہیں اور ان میں یہ شامل ہیں: معاشرتی تحفظ کا حق، کام کرنے کا حق، آرام لینے اور فرصت کے لمحات گزارنے کا حق، ایک ایسی معیار زندگی بسر کرنے کا حق جو تندرستی اور خوشحالی کے لئے کافی ہوسکے، تعلیم پانے کا حق اور جمعیت کی ثقافتی زندگی میں حصہ لینے کا حق،

۲۸ سے ۳۰ تک کی آخری تین دفعات میں اس امر کو تسلیم

کیا گیا ہے کہ ہر فرد بشر ایک ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا مستحق ہے جس میں مذکورہ بالا حقوق اور آزادیاں مکمل طور پر حاصل ہوں۔ ان دفعات میں ان فرائض اور ذمہ داریوں کی اہمیت پر بھی زور دیا گیا ہے جو کہ جمعیت کی طرف سے ہر فرد پر عائد ہوتی ہیں۔

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کا اعلان کرتے ہوئے اسے ''تمام باشندوں اور تمام قوموں کے لئے تحصیلات کے ایک عام معیار سے تعبیر کیا ہے'' اور تمام ممبر قوموں اور جملہ بنی نوع انسان سے کہا ہے کہ ان میں درج ہونے والے حقوق اور آزادیوں کو موثر صورت میں تسلیم کرانے اور عملی جامہ پہنانے کی تدبیر کو فروغ دیں اور اس کا معقول انتظام کریں۔

اسمبلی نے ۴ دسمبر ۱۹۵۰ء کو ایک قرارداد منظور کی جس میں ''تمام ملکوں اور دلچسپی لینے والے اداروں کو دعوت دی گئی ہے کہ وہ ہر سال دسمبر کی دس تاریخ کو یوم حقوق انسانی سمجھا کریں اور اس روز انسانی حقوق کے اس عالمی منشور کے اعلان کی تقریب منایا کریں جسے جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو منظور کیا تھا اور انسانی ترقی کے میدان عمل میں اپنی کوششوں کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا کریں''۔ اس وقت سے دنیا کے بہت سے ملکوں میں ۱۰ دسمبر کو یوم حقوق انسانی منایا جارہا ہے۔ منشور کے منظور ہونے کی دسویں اور پندرھویں سالگرہوں کے طور پر علی الترتیب ۱۹۵۸ء اور ۱۹۶۳ء میں خاص تقریبات عمل میں آئیں۔ ایک کمیٹی نے ۱۹۶۸ء کے لئے سلسلہ وار چند مخصوص کارگذاریاں تجویز کی ہیں۔ جنرل اسمبلی نے اس سال کو ''انسانی حقوق کا بین الاقوامی سال'' منانے کے لئے مخصوص کیا ہے۔

۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ سے انسانی حقوق کے عالمی منشور

کا منظور ہونا سب سے زیادہ اہمیت کا ایک کارنامہ تھا اور منشور بذات خود ہمارے اس عہد کی سب سے زیادہ مستند دستاویزات میں سے ایک معقول مسودہ ہے۔

منظور ہونے کے بعد سے بلاشبہ اس منشور نے ساری دنیا میں اپنا بے پناہ اثر ڈالا ہے۔ منشور یا اس میں درج شدہ دفعات کا اکثر و بیشتر اقوام متحدہ کی قرار دادوں میں یہ کہہ کر حوالہ دیاجاتاہےکہ عمل میں لائے جانے کے لئے یہ معیاری نمونہ ہیں۔ بہت سے ملکوں کے اور ان میں سے بھی بہت سے ان ملکوں کے دستور العمل میں ، جنہوں نے حال ہی میں آزادی حاصل کی ہے ، اس کے اثرات کی جھلک نظر آتی ہے اور اس نے بہت سے ملکوں کے قومی آئین اور علم قوانین پر بھی اپنا اثر ڈالا ہے۔

اس منشور نے ان بہت سے بین الاقوامی ضابطوں میں بھی روح پھونکی ہے جو اقوام متحدہ اور مخصوص اداروں کے زیر ایوان طے ہوئے ہیں۔ ان میں یہ ضابطے شامل ہیں: پناہ گزینوں کی حیثیت سے متعلق ضابطہ (۱۹۵۱) بے وطن لوگوں کی حیثیت سے متعلق ضابطہ (۱۹۵۴) عورتوں کے سیاسی حقوق سے متعلق ضابطہ (۱۹۵۲) شادی شدہ عورتوں کی قومیت سے متعلق ضابطہ (۱۹۵۷) غلامی، بردہ فروشی اور غلامی سے ملتے جلتے رسم و رواج اور طریقوں سے متعلق اضافی ضابطہ (۱۹۵۶) بیگار کے استیصال سے متعلق ضابطہ (۱۹۵۷) روزگار اور پیشوں کے ضمن میں برتے جانے والے فرق و امتیاز سے متعلق ضابطہ (۱۹۵۸) تعلیم میں فرق و امتیاز کے خلاف ضابطہ (۱۹۶۰) اور شادی کے لئے رضامندی، شادی کے لئے کم سے کم عمر اور شادی کے اندراج سے متعلق ضابطہ (۱۹۶۲)۔

اس معاہدہ امن میں جو سان فرانسسکو کے مقام پر ۱۹۵۱ء میں پایہ تکمیل کو پہنچا تھا ، جاپان نے اپنے اس ارادے کا اعلان

کیا کہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے مقصد کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جائیگی۔ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کی حفاظت کے لئے یورپی ضابطے پر جو ۱۹۵۰ء میں مرتب ہوا اور جس کی خاص خاص دفعات انسانی حقوق سے متعلق اقوام متحدہ کے ایک اور بین الاقوامی ضابطۂ قانون کے مسودے کے ایک ابتدائی متن پر مبنی تھیں، دستخط ہو گئے اور عمل شروع کردیا گیا، گویا کہ منشور میں درج شدہ بعض حقوق کے اجتماعی نفاذ کے لئے یہ ایک قدم تھا۔

اتحاد کا کل افریقی چارٹر، جو اس افریقی اتحاد کے ادارے کے بنیادی آئین کا ترجمان ہے جسے افریقی ریاستوں اور حکومتوں کے تیس سربراہوں نے ۱۹۶۳ء میں قائم کیا تھا، انسانی حقوق کے عالمی منشور کے اصولوں پر دستخط کرنے والوں کی وابستگی کی مکرر توثیق کرتا ہے۔ اس نئے ادارے کے اغراض و مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی ہے کہ منشور کا لحاظ رکھتے ہوئے بین الاقوامی تعاون کو فروغ دیا جائیگا۔ ریاستوں کے ایک بین الاقوامی ادارے کے آئین میں منشور کے براہ راست حوالے کی یہ اولین مثال ہے۔

انسانی حقوق کا پروگرام جو اقوام متحدہ میں ترقی پا گیا ہے اور ترقی پذیر ہے، بڑی حد تک انسانی حقوق کے عالمی منشور کے دائرے میں تشکیل پا رہا ہے۔ حقیقتاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ بحیثیت مجموعی پروگرام کی غرض و غایت یہ ہے کہ منشور میں درج شدہ حقوق اور آزادیوں کے احترام اور تعمیل کو فروغ دیا جائے۔

## انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی مسودۂ ضوابط

انسانی حقوق کا عالمی منشور ۱۹۴۸ء میں ایک بارپایۂ

تکمیل کو پہنچ گیا تو انسانی حقوق کے کمیشن نے بین الاقوامی مسودۂ ضوابط پر توجہ دینی شروع کردی لیکن محض ۱۹۵۴ء میں اس نے شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق ایک مسودۂ ضابطہ اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق ایک مسودۂ ضابطہ کے ابتدائی متن مکمل کئے۔ انہیں اقتصادی اور معاشرتی کونسل کی معرفت جنرل اسمبلی میں بھیج دیا گیا۔ جنرل اسمبلی کے تمام اجلاسوں میں، جو ۱۹۵۵ء کے بعد منعقد ہوئے ہیں، اس کی ایک ایک دفعہ پر غور کیا گیا ہے۔ جنرل اسمبلی نے اس کے انقطاعی مسودے کی اب تک تکمیل نہیں کی ہے۔

ضابطوں کے سلسلے میں جو بہت سے مسائل پیدا ہوئے ان میں سے بعض یہ ہیں: ضابطہ ایک ہو یا دو ہونے چاہئیں۔ یعنی یہ کہ ایک شہری اور سیاسی حقوق کا اور دوسرا اقتصادی، معاشرتی یا ثقافتی حقوق کا ضابطہ ایک ہی دستاویز کی صورت میں مرتب کیا جائے یا وہ الگ الگ دو ضابطے ہوں؟ اس کی اصل دفعات، جن میں بعض حقوق کی وضاحت کی گئی ہے، عام انداز میں مرتب کی جائیں یا حقوق کی ہر ممکن پابندی کے ساتھ مفصل طور پر بیان کرتے ہوئے متن میں شامل کی جائیں؟ کیا ضابطوں میں ان کی تعمیل کا کوئی طریقہ شامل ہو اور اگر ایسا ہو تو تعمیل کی کن قسموں یا طریقوں کو ملحوظ رکھا جائے؟ اور کیا ایک ہی قسم کے طریقے شہری اور سیاسی حقوق کے لئے اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کے لئے قابل اطلاق ہو سکتے ہیں؟ کیا خودارادیت کی منزل میں آنے والے باشندوں اور قوموں کے حقوق سے متعلق کوئی دفعہ ضابطوں میں شامل ہونی چاہئے؟ کیا ہر ضابطے میں ایک ایسی دفعہ شامل ہونی چاہئے جس کی شرائط کس قسم کی پابندی یا مستثنیات کے بغیر وفاقی حکومتوں کے تمام

حصوں پر حاوی ہوں؟ کیا وہ ضابطے آزاد علاقوں اور غیر مختار اور تولیتی علاقوں میں یکساں طور پر قابل اطلاق ہوں ؟ اور کیا ضابطوں کے کسی حصے کو مشروط رکھنے کی اجازت دی جائے؟

۱۹۵۲ء میں جنرل اسمبلی نے فیصلہ کیا کہ دو ضابطے منظور کئے جائیں اور ان دونوں کو دستخطوں کے لئے ایک ساتھ پیش کیا جائے۔ نیز حتی الامکان دونوں میں ایک جیسی شرائط رکھی جائیں ۔

ابتدائی مسودات میں جنہیں انسانی حقوق کے کمیشن نے ۱۹۵۴ء میں پایۂ تکمیل کو پہنچا دیا تھا ، دونوں ضابطوں میں ایک تمہید ، خودارادیت پر قوموں کے حق کی ایک دفعہ ، عام شرائط ، اصل دفعات ، جو منشور میں درج کئے جانے والے تقریباً تمام حقوق پر حاوی تھیں ، تعمیل کی تدابیر اور فیصلہ کن ضمنی دفعات شامل تھیں ۔ تمہیدیں، خودارادیت پر دفعات اور فیصلہ کن ضمنی دفعات دونوں ضابطوں میں یکساں تھیں یا بڑی حدتک ملتی جلتی تھیں ۔ تاہم ان ذمہ داریوں کی حد تک ، جن کی پابندی فریقین کو کرنی ہے ، دونوں ضابطوں کے درمیان نمایاں فرق موجود تھا ۔ شہری اور سیاسی حقوق کے بارے میں وہ ان حقوق کے احترام اور یقین دہانی کی خود ذمہ داری لیتیں جن کی وضاحت ضابطے میں کی گئی تھی اور جنہیں پہلے سے مشروط نہیں رکھا گیا تھا ، فریق ملک ایسے آئین اور دوسری تدابیر قبول کرنے کے لئے ضروری اقدامات کی ذمہ داری لیتے جن سے مسلمہ حقوق کا نفاذ ممکن ہوجاتا ۔ اقتصادی ، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کے بارے میں فریق ملک اپنے دستیاب

ہونے والے زیادہ سے زیادہ وسائل تک ایسی آئینی اور دوسری تدابیر کی ذمہ‌داری لیتیں جن سے جملہ مسلمہ حقوق بتدریج حاصل ہوجاتے۔

تعمیل کی تدابیر سے متعلق دفعات میں جنہیں انسانی حقوق کے کمیشن نے منظور کرلیا، یہ گنجائش رکھی گئی کہ شہری اور سیاسی حقوق کے بارے میں انسانی حقوق کی ایک کمیٹی مقرر کی جائے جس کے سامنے فریق ملک یہ شکایت پیش کرسکیں کہ ایک دوسرا فریق ملک ضابطے میں درج شدہ شرائط پر عمل نہیں کر رہا ہے۔ یہ کمیٹی حقائق دریافت کرنے والی جماعت کی حیثیت سے کام کرے اور متعلقہ حکومتوں کے لئے اپنی نیک خدمات پیش کرے، اس خیال سے کہ انسانی حقوق کے احترام کی بنیاد پر معاملے کا حل دوستانہ فضا میں میسر آجائے۔ اگر ایسا کوئی حل میسر نہ آئے تو کمیٹی حقائق کی بنیاد پر ایک رپورٹ مرتب کرے اور اس لحاظ سے اپنی رائے پیش کرے کہ کیا معلوم ہوجانے والے حقائق اس بات کا انکشاف کرتے ہیں کہ متعلقہ ملک نے ضابطہ میں درج شدہ کسی شرط کی خلاف ورزی کی ہے۔ انجام کار ہر ملک کو حق ہو کہ وہ معاملے کو بین‌الاقوامی عدالت کے سامنے پیش کرے۔ تاہم انسانی حقوق کی کمیٹی صرف ملکوں کی طرف سے وصول ہونے والی شکایت پر غور کرے۔ افراد، جماعتوں یا اداروں کی طرف سے آنے والی عرضداشتوں کو قبول نہ کیا جائے۔

اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق ضابطے کی شرائط کو عملی جامہ پہنانے کے بارے میں کمیشن نے سفارش کی کہ فریق ملکوں کی طرف سے میعادی رپورٹیں اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے سامنے پیش کی جائیں‌جن میں بتایا جائے کہ ان حقوق

پر عمل درآمد کے سلسلے میں کیا کچھ کیا جارہا ہے۔ یہ بات مان لی گئی کہ حقائق معلوم کرنے سے متعلق انسانی حقوق کی کمیٹی کا طریق کار اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق پر عائد نہ کیا جائے کیونکہ ان کی تحصیل صرف بتدریج ممکن ہوسکتی ہے۔ تاہم یہ مناسب سمجھا گیا کہ کسی نہ کسی قسم کا اطلاعاتی طریق کار شہری اور سیاسی حقوق کے بارے میں بھی عائد کیا جائے۔ چنانچہ اس موضوع پر ایک دفعہ ضابطے کے اس مسودے میں شامل کرلی گئی۔

دس سال کی مدت میں یعنی جب سے دونوں ضابطوں کے ابتدائی مسودے جنرل اسمبلی میں زیر غور رہے، اسمبلی کی تیسری کمیٹی نے جو معاشرتی، ثقافتی اور انسانی دوستی کے موضوعات سے متعلق ہے، دونوں ضابطوں کے مسودات شامل کئے جانے کے لئے ایک تمہید اور خودارادیت پر قوموں کے حقوق سے متعلق ایک دفعہ منظور کر لی ہے۔ اس نے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق سے متعلق مجوزہ ضابطے کی اصل بنیادی دفعات بھی مکمل کرلی ہیں۔ یہ ان موضوعات سے متعلق ہیں: کام کرنے کا حق، کام کے لئے منصفانہ اور مناسب ماحول کا حق، تجارتی انجمن بنانے کا حق، معاشرتی تحفظ، ماؤں اور بچوں، شادی اور کنبے سے متعلق حقوق، کافی مقدار میں خوراک، کپڑا، مکان اور معیار زندگی کا حق، بھوک سے نجات پانے کا حق، صحت مند رہنے کا حق، تعلیم پانے کا حق جس میں لازمی ابتدائی تعلیم کو عملی جامہ پہنانے کا ایک منصوبہ شامل ہے اور سائنس اور ثقافت سے متعلق حقوق۔ شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق ضابطے کی بنیادی دفعات ان موضوعات سے تعلق رکھتی ہیں: زندگی کا حق، انسانیت سوز اور اہانت آمیز برتاؤ سے آزادی، غلامی، تابعداری

اور بیگار سے آزادی ، آزاد رہنے کا اور شخصی حفاظت کا حق، بے قاعدہ گرفتاری یا نظر بندی سے بچے رہنے کا حق، ان لوگوں سے برتاؤ جو آزادی سے محروم کر دئے گئے ہوں ، نقل و حرکت کی آزادی مناسب صورت میں مقدمے کا حق، فوجداری قانون کا اس طرح اطلاق جو عہد ماضی پر اثرانداز نہ ہو ، تخلیہ ، خاندان اور گھریلو زندگی یا خط و کتابت میں مداخلت کے خلاف اور عزت و وقار پر حملے کے خلاف تحفظ، اور خیال، ضمیر اور مذہب کی آزادی، رائے اور اظہار خیال کی آزادی، پرامن اجتماع اور انجمن سازی کی آزادی کا حق ، شادی اور خاندان کے تحفظ سے متعلق حقوق، بچے کے حقوق، سرکاری معاملات چلانے میں حصہ لینے کا حق، رائے دینے اور منتخب ہونے کا حق ۔ اتنا کچھ ہو جانے کے باوجود عمل درآمد کرانے والے اقدامات اور انقطاعی دفعات سے متعلق شرائط کے بارے میں ابھی غور و خوص ہونا باقی ھے ۔ جب تیسری کمیٹی مجوزہ ضوابط کی تکمیل کرلیگی تو آخری منظوری کے لئے انھیں جنرل اسمبلی کے مکمل اجلاس میں پیش کیا جائیگا ۔

## قوموں کا حق خودارادیت

یہ متنازعہ مسئلہ کہ کیا انسانی حقوق کے مجوزہ ضابطوں میں قوموں کو حق خود ارادیت دئے جانے کی دفعات شامل رکھی جائیں ممبر ملکوں کی اکثریت نے اس طرح طے کیا کہ اس میں ایسی ایک دفعہ شامل کرلی جائے ۔ چنانچہ دونوں ضابطوں کے مسودات میں درج ھے کہ قوموں کو خود ارادیت کا حق حاصل ھے ۔ اس حق کی رو سے وہ آزادی کے ساتھ اپنی سیاسی حیثیت طے کریں اور آزادی کے ساتھ اپنی اقتصادی ، معاشرتی اور ثقافتی ترقی کی راہ نکالیں ۔ اس دفعہ میں یہ بھی لکھا ھے کہ قومیں خود

اپنے مفاد کی خاطر اپنی قدرتی دولت اور وسائل کو کسی ایسی ذمہ داری کا لحاظ کئے بغیر ٹھکانے لگا سکتی ہیں جو بین الاقوامی اقتصادی تعاون کے تحت عائد ہوتی ہو اور جو مفاد اور بین الاقوامی قانون کے اصول پر مبنی ہو۔ بہرنوع کسی بھی قوم کو اس کے اپنے گذارے کے ذرائع سے محروم نہیں کیا جائیگا۔ تمام ریاستیں حق خود ارادیت کی تحصیل کو فروغ دینگی اور اس حق کا احترام کریں گی۔

ضابطوں سے قطع نظر کر کے بھی خود ارادیت کے سوال پر تبادلۂ خیالات کیا گیا ہے۔

جنرل اسمبلی دسمبر ۱۹۵۸ء میں منظور ہونے والی ایک قرارداد کے بموجب نو اراکین پر مشتمل ایک کمیشن قائم کر دیا تاکہ وہ قدرتی دولت اور وسائل پر لوگوں اور قوموں کے مستقل اقتدار کی حیثیت کے بارے میں پوری طرح جائزہ تیار کرے۔ کمیشن نے، جسے اس حق کو تقویت دینے کی خاطر سفارشات تیار کرنے کے لئے کہا گیا تھا، ۱۹۵۹ء، ۱۹۶۰ء اور ۱۹۶۱ء میں اپنے تین اجلاس منعقد کئے۔

۱۹۶۲ء میں جنرل اسمبلی نے اپنے سترھویں اجلاس میں ایک قرارداد منظور کی جس میں ان آٹھ اصولوں پر مشتمل ایک منشور ترمیم شدہ شکل میں تسلیم کیا گیا ہے جن کی سفارش کمیٹی نے کی تھی۔ اس منشور میں منجملہ اور باتوں کے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ اپنی دولت اور قدرتی وسائل پر مستقل خود مختاری کا حق لوگوں اور قوموں کو خود متعلقہ حکومت کے باشندوں کے مفاد کی خاطر دیا جائے، یہ کہ قدرتی وسائل کی چھان بین، ترقی اور منتقلی نیز حسب ضرورت غیر ملکی درآمد ان شرائط کے بالکل مطابق ہو جو خود ان لوگوں نے اپنی مرضی سے

مرتب کی ہوں ، یہ کہ درآمد شدہ سرمائے کی آمدنی ان شرائط کے ماتحت ہو جن کا اختیار قومی آئین اور بین الاقوامی قوانین کے بموجب دیا جائے ، یہ کہ وسائل کو قومی بنانے ، ترک کرنے یا حاصل کرنے کی کارروائی قومی ضمانت یا مفاد پر مبنی ہو اور مالک کو مناسب معاوضہ ان قواعد کے مطابق ادا کیا جائے جو ایسا قدم اٹھانے والے ملک میں رائج ہوں اور بین الاقوامی قانون کے بموجب ہوں ، یہ کہ قدرتی وسائل پر خود مختاری کی آزادانہ اور منفعت بخش تعمیل کو ریاستوں کے اس باھمی احترام کے بموجب فروغ دیا جائے جو ان کی خود مختاری کے مساوات پر مبنی ہو ، یہ کہ ترقی پذیر ملکوں کی اقتصادی ترقی کے لئے بین الاقوامی تعاون ، خواہ وہ کسی صورت میں ہو ، قدرتی دولت اور وسائل پر ان کے اختیارات کلی کے احترام پر مبنی ہو ، یہ کہ ان حقوق مطلق کی تکذیب ، جو لوگوں اور قوموں کو اپنی قدرتی دولت اور وسائل پر حاصل ہوتے ھیں ، اقوام متحدہ کے چارٹر کے برخلاف ھے اور اس طرح بین الاقوامی تعاون کی ترقی اور قیام امن میں رکاوٹ پیدا ھوتی ھے اور یہ کہ غیر ملکی سرمایہ کاری کے معاھدے جو خود مختار ریاستوں کے ذریعے یا ان کے مابین آزادانہ طور پر ھوں ، پوری نیک نیتی کے ساتھ عمل میں آئیں اور قدرتی دولت اور وسائل پر لوگوں اور قوموں کی خود مختاری کا احترام پوری سختی سے کیا جائے اور یہ سب کچھ چارٹر کی دفعات اور ان اصولوں کے عین مطابق ھو جو منشور میں منضبط کئے گئے ھوں۔

جنرل اسمبلی نے اپنے پندرھویں اجلاس میں ، جو ۱۹۶۰ء میں منعقد ھوا تھا ، نو آبادیاتی ملکوں اور قوموں

کو آزادی تفویض کئے جانے سے متعلق ایک منشور منظور کیا ۔ اس میں اسمبلی اس ضرورت کا اعلان کرتی ہے کہ نو آبادیاتی نظام کو خواہ وہ کسی بھی شکل و صورت میں ہو، تیزی کے ساتھ اور غیر مشروط طور پر ختم کیا جائے۔ جنرل اسمبلی نے اعلان کیا کہ قوموں کو غیروں کے زیر فرمان و اقتدار اور تصرف بے جا میں دبا کر رکھنا بنیادی انسانی حقوق سے انحراف کے مترادف ہے اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے برخلاف ہے اور عالمی امن اور تعاون کو فروغ دینے میں ایک رکاوٹ ہے۔ سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور تعلیمی تیاریوں میں کسر کا باقی رہ جانا، آزادی میں تاخیر کے لئے کبھی عذر نہیں بن سکے گا۔ محکوم قوموں کے خلاف ہر مسلح کارروائی اور ہر قسم کے دباغتی اقدامات روک دینے چاہیئں تاکہ انہیں تکمیل آزادی کی خاطر پرامن صورت میں اور آزادی کے ساتھ اپنے حق کو استعمال کرنے کا موقع مل جائے۔ ان کے قومی علاقے کی سالمیت کا احترام کیا جائیگا۔ تولیتی اور غیر مختار علاقوں میں یا دوسرے علاقوں میں جنہیں اب تک آزادی حاصل نہیں ہوئی ہے، وہاں کے باشندوں کو تمام اختیارات منتقل کرنے کی خاطر فوری اقدامات سے کام لیا جائے گا اور اس ضمن میں رنگ و نسل کا یا فرقے کا کوئی فرق و امتیاز نہیں برتا جائے گا تاکہ انہیں مکمل حریت و آزادی سے مستفیض ہونے کا موقع مل جائے۔ تمام ملک دیانت داری اور سختی کے ساتھ چارٹر، انسانی حقوق کے عالمی منشور اور نوآبادیاتی ملکوں اور قوموں کو آزادی تفویض کئے جانے والے منشور کی دفعات پر عمل کریں گے۔

۱۹۶۱ء میں جنرل اسمبلی نے اپنے سولھویں اجلاس کے موقع پر افسوس کے ساتھ یہ بات سنی کہ چند منشیات کے سوا، تفویض

آزادی سے متعلق منشور کی دفعات پر عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ لہذا ان تمام ریاستوں سے جو تولیتی اور غیر مختار علاقوں کے نظم و نسق کی ذمہ دار ہیں، حکم دیا کہ کسی تاخیر کے بغیر ایسا عملی قدم اٹھائیں جس کا مقصد پوری نیک نیتی کے ساتھ منشور کا نفاذ اور اس کی تعمیل ہو۔ اسمبلی نے سترہ اراکین پر مشتمل ایک خاص کمیٹی بھی قائم کردی تاکہ وہ منشور کی تعمیل کی جانچ پڑتال کرے اور اس کے عمل درآمد سے متعلق مشورے اور سفارشات پیش کرے۔

جنرل اسمبلی نے اپنے سترھویں اجلاس کے موقع پر کمیٹی کے اس کام کی رپورٹ پر غور و خوص کیا جو اس نے ۱۹۶۲ء میں انجام دیا تھا۔ اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کی جس میں منشور کے اندر درج شدہ اغراض و مقاصد اور اصولوں کی توثیق کی گئی ہے اور نظم و نسق قائم رکھنے والی بعض طاقتوں کی اس لحاظ سے مذمت کی گئی ہے کہ انہوں نے اپنے زیرنگیں علاقوں میں منشور کی تعمیل میں تعاون سے انکار کر دیا۔ قرارداد میں نظم و نسق قائم رکھنے والی تمام طاقتوں سے ایک بار پھر کہا گیا کہ وہ فوراً قدم اٹھائیں تاکہ تمام نوآبادیاتی علاقوں اور قوموں کو بلا تاخیر آزادی نصیب ہوسکے۔ اسمبلی نے یہ فیصلہ بھی کیا کہ سترہ اراکین پر مشتمل خاص کمیٹی میں سات اور نئے اراکین کا اضافہ کر دیا جائے اور خاص کمیٹی کو دعوت دی کہ: ان تمام علاقوں میں جو اس وقت تک آزادی حاصل نہیں کر سکے تھے، منشور کے فوری اور مکمل نفاذ کے لئے مناسب ترین طریقے معلوم کرنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے، منشور کی مکمل تعمیل کے لئے خصوصی اقدامات تجویز کرے، جس قدر جلد ممکن ہو، لیکن اٹھارھویں اجلاس سے پہلے جنرل اسمبلی میں ایک بھرپور رپورٹ پیش کرے اور ان علاقوں کے بارے میں سلامتی کونسل کو ایسے حالات سے آگاہ کرے جو بین الاقوامی امن و سلامتی کے لئے خطرہ بن سکتے ہوں۔

خاص کمیٹی کی ۱۹۶۳ء والی رپورٹ کی بنیاد پر جنرل اسمبلی نے اپنے اٹھارھویں اجلاس کے موقع پر خاص کمیٹی سے کی جانے والی اپنی اس درخواست کو دوھرایا کہ ان تمام علاقوں میں جو اس وقت تک آزادی حاصل نہیں کر سکے تھے، منشور کے فوری اور مکمل نفاذ کے لئے مناسب تریقے معلوم کرنے کا سلسلہ جاری رکھے۔ اس نے اس لحاظ سے بھی گہرے افسوس کا اظہار کیا کہ نظم و نسق قائم رکھنے والی بعض طاقتیں خاص کمیٹی کے ساتھ تعاون کرنے سے انکار کررھی اور جنرل اسمبلی کی قراردادوں کو برابر نظر انداز کررھی ھیں۔ چنانچہ ان طاقتوں سے درخواست کی کہ وہ خاص کمیٹی کے ساتھ پورا تعاون کریں۔

اپنے ۱۹۶۲ء اور ۱۹۶۳ء والے اجلاسوں کے دوران میں خاص کمیٹی نے ان حالات پر غور کیا: عدن، انگولا، برطانوی گنی، بسوتولینڈ، بیچوانا لینڈ اور سوازی لینڈ، فیجی، فرنانڈوپو، افنی، ریومونی اور ھسپانوی صحرا، گامبیا، جبل الطارق، کینیا، مالٹا، موزنبیق، شمالی رھوڈیشیا، جنوب مغربی افریقہ اور زنجبار۔

خاص کمیٹی نے ۱۹۶۴ء میں اپنے کام کا سلسلہ جاری رکھتے ھوئے ان علاقوں کے بارے میں مزید غور و خوص کیا جن پر وہ پہلے ھی غور کر چکی تھی۔ اس کے ساتھ ھی تین ذیلی کمیٹیوں نے ان دوسرے بہت سے علاقوں کی صورت حالات کا جائزہ لیا جن پر منشور عائد ھوتا ھے۔

خاص کمیٹی نے اپنے قیام کے بعد سے جن علاقوں کے بارے میں غور و خوص کیا، ان میں سے ان علاقوں نے ۱۹۶۵ء تک آزادی حاصل کرلی: کینیا، مالٹا، شمالی رھوڈیشیا (موجودہ جمہوریۂ زامبیا) نیاسا لینڈ (موجودہ جمہوریۂ مالادی) زنجبار

( ٹانگا نیکا کے ساتھ مل کر موجودہ متحد جمہوریۂ تنزانیہ ) اور گامبیا۔

## جرم نسل کشی کی روک تھام اور سزا

ایک قرارداد میں جسے ۱۱ دسمبر ۱۹۴۶ء کو اتفاق رائے کے ساتھ منظور کیا گیا تھا، جنرل اسمبلی نے اقرار کیا کہ نسل کشی یعنی بنی نوع انسان کے ایک گروہ کو ہلاک کر دینا بین الاقوامی قانون کی رو سے ایک جرم ہے اور مہذب دنیا اس کی مذمت کرتی ہے۔

۹ دسمبر ۱۹۴۸ء کو جنرل اسمبلی نے جرم نسل کشی کی روک تھام اور سزا سے متعلق ایک ضابطۂ قانون اتفاق رائے کے ساتھ منظور کیا۔ اس ضابطے میں نسل کشی کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ وہ بعض ایسے افعال کا ارتکاب ہے جن کا مقصد مجموعی یا جزوی طور پر کسی قومی، نسلی یا مذہبی گروہ کو ختم کر دینا ہو۔ نسل کشی سے مراد یہ افعال ہیں : جان سے مار ڈالنا، شدید قسم کا جسمانی یا ذہنی نقصان پہنچانا، عمداً زندگی کو اس طرح متاثر کرنا کہ اس کے نتیجے میں جزوی یا مکمل مادی تباہی ظاہر ہو، ایسی تدابیر اختیار کرنا جن کا منشا بچوں کی پیدائش روک دینا ہو اور طاقت کے زور سے بچوں کو منتقل کرنا۔ نہ صرف نسل کشی بذات خود بلکہ اس کے ارتکاب کے لئے سازش یا ترغیب نیز ارتکاب نسل کشی کی کوشش اور اس جرم میں اشتراک اس ضابطے کے تحت مستوجب سزا ہیں۔ ان سب کو جو نسل کشی کے مجرم ہوں، ضرور سزا ملنی چاہئے، خواہ وہ دستور و آئین کے مطابق ذمہ دار حکمراں ہوں، سرکاری افسر ہوں یا عام افراد ہوں۔ یہ ضابطہ ۱۲ جنوری ۱۹۵۱ء سے نافذ ہوچکا ہے۔

ضابطے پر دستخط کرنے والے ملکوں پر فرض ہے کہ وہ اس پر عمل درآمد کے لئے ضروری قوانین منظور کرلیں اور نسل کشی ہونے کی صورت میں سپرد عدالت کرنے کی منظوری دیں۔ ان پر جو نسل کشی کے مجرم ہوں اسی ملک میں مقدمہ چلایا جائے جہاں ارتکاب جرم ہو یا ایسے بین الاقوامی جرگوں کے سامنے انہیں پیش کیا جائے جنہیں اختیارات سماعت ہو۔ ملکوں نے عہد کیا ہے کہ وہ ایسے مجرموں کو اپنے مروجہ قوانین اور اقرار ناموں کے بموجب سپرد عدالت کرینگے۔ ضابطے پر دستخط کرنے والا کوئی بھی فریق اقوام متحدہ کے اعضا سے کہہ سکتا ہے کہ وہ نسل کشی کو، جیسا کہ ضابطہ میں واضح کیا گیا ہے، روکنے اور سلب کرنے کے لئے چارٹر کے بموجب کارروائی کرے۔

یکم مارچ ۱۹۶۵ء تک ۶۷ حکومتوں نے ضابطے سے متعلق توثیق نامے یا دستخط شدہ دستاویزات داخل کی ہیں۔

جنوری ۱۹۶۵ء میں فرق و امتیاز کی روک تھام اور اقلیتوں کی حفاظت سے متعلق سب کمیٹی نے ملاحظہ کیا کہ دنیا کے مختلف حصوں میں وقوع پذیر نسل کشی کے الزامات حال کے چند سال میں ہوئے تھے۔ اس نے یقین ظاہر کیا کہ جرم نسل کشی کو روکنے اور سزا دینے کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ابھی باقی ہے۔ لہذا اس نے انسانی حقوق کے کمیشن سے درخواست کی کہ ایسے مزید اقدامات پر توجہ دے جو جرم نسل کشی کی روک تھام اور سزا دینے کے لئے ضروری ہوں اور زیادہ وسیع پیمانے پر ضابطے پر عمل درآمد کرائے۔

## بے وطنی کا مسئلہ اور مہاجرین و بے وطن اشخاص کی حیثیت

اقوام متحدہ بے وطنی اور اس سے متعلق مسائل کا ۱۹۴۷ء سے

برابر مطالعہ کر رہی ہے۔ اس کے زیر ایوان وہ ضابطے منظور ہوچکے ہیں جن کی رو سے مہاجرین اور بے وطن لوگوں کو بعض قانونی حقوق دئیے جاتے ہیں۔ مختلف نوعیت کے مہاجرین کو ان کے مسائل میں مدد دینے کے لئے مہاجرین سے متعلق ایک ہائی کمشنر متعین کیا جا چکا ہے۔

جولائی ۱۹۵۱ء میں مہاجرین کی حیثیت سے متعلق ایک ضابطہ' قانون مختار کل نمائندوں کی ایک کانفرنس میں منظور ہوا تھا جسے جنرل اسمبلی نے جنیوا میں طلب کیا تھا۔ اس کا نفاذ ۲۲ اپریل ۱۹۵۴ء سے ہوگیا ہے۔ جنوری ۱۹۶۵ء تک ۳۴ ملکوں نے اس ضابطے کی توثیق کی تھی یا اس میں شمولیت کی تھی۔

ضابطے کے فریق ملک ذمہ داری لیتے ہیں کہ وہ مہاجرین کے ساتھ برتاؤ کے ان تین معیاروں پر عمل کرینگے جیسا کہ ضابطے میں واضح کیا گیا ہے: (۱) مذہب، فنی حقوق، صنعتی جائداد، عدالتوں تک رسائی کے حقوق، راشننگ، ابتدائی تعلیم، عام بحالی، مزدوروں سے متعلق آئین، معاشرتی تحفظ اور مالی تغیرات — ان سب معاملات میں مہاجرین کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ روا رکھا جائیگا جیسا کہ اس ملک کے باشندوں سے کیا جاتا ہے۔ (۲) انجمن سازی کے حق اور روزی کمانے کے لائق ملازمت کا جہاں تک تعلق ہے' غیر ملکوں کے باشندوں کے ساتھ سب سے زیادہ خوشگوار برتاؤ ملحوظ رکھا جائیگا۔ (۳) منقولہ اور غیر منقولہ جائداد، ذاتی ملازمت، آزاد پیشوں، رہائش، ابتدائی تعلیم کے علاوہ تعلیم اور نقل و حرکت کی آزادی کے ضمن میں زیادہ سے زیادہ مناسب سلوک، اور بہر نوع کم سے کم ویسا سلوک ضرور ہو جو غیر ملکوں کے باشندوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔

ضابطے میں ان امور کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ مہاجرین کو سفری دستاویزات دی جائیں اور جس ملک میں پناہ لی گئی ہے، اس سے بے دخل کئے جانے سے بچایا جائے۔

ستمبر ۱۹۵۴ء میں بے وطن لوگوں کی حیثیت سے متعلق ایک ضابطۂ قانون صاحب اختیار نمائندوں کی ایک کانفرنس میں منظور کیا گیا ہے جسے اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے نیویارک میں منعقد کیا تھا۔ اس ضابطے کا نفاذ ٦ جون ۱۹٦۰ء سے ہوگیا ہے۔ یکم مارچ ۱۹٦۰ء تک سولہ حکومتیں اس کی توثیق کرچکی ہیں یا اس میں شمولیت کرچکی ہیں۔

اس ضابطے کی بنیاد ضابطۂ مہاجرین پر رکھی گئی ہے اور بہت سی دفعات کی زبان بھی یکساں ہے۔ فریق بننے والے ملک بے وطن لوگوں کے ساتھ برتاؤ کا وہی معیار تسلیم کرتے ہیں جو کہ مہاجرین کو دیا گیا ہے۔ سوائے اس کے کہ انجمن سازی کے حق اور آمدنی والے روزگار کے سلسلے میں ویسا ہی برتاؤ ہوگا جو عام طور پر غیر ملکیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ ضابطے میں ایک بے وطن شخص کی یہ تعریف کی گئی ہے: ''ایک ایسا شخص جسے کوئی بھی ملک اپنے مروجہ آئین کے بموجب اپنا باشندہ نہ سمجھے''۔

ان دو ضابطوں کے علاوہ، جن کا مقصد یہ ہے کہ مہاجرین اور بے وطن لوگوں کی پریشان حالی کو کم کیا جائے، اقوام متحدہ نے اس مسئلے کی تہ کو پہنچنے اور اس کا استیصال کرنے یا کم سے کم بے وطنی کو گھٹانے کی کوشش کی ہے۔ بین الاقوامی قانونی کمیشن نے کئی سال تک جو کام کیا ہے، اس کے نتیجے کے طور پر لاوطنیت کے استیصال اور تخفیف سے متعلق الگ الگ دو ضابطوں کے مسودے مرتب ہوگئے ہیں اور ان پر غور کرنے کے لئے ایک بین الاقوامی کانفرنس طلب کی گئی تھی۔ اس کے اجلاس ۱۹۵۹ء

میں اور پھر ۱۹۶۱ء میں ہوئے- ۱۹۶۱ء میں کانفرنس میں شریک ہونے والے ملکوں نے بے وطنی کی تخفیف سے متعلق ایک مفصل ضابطہ منظور کرلیا۔ اگرچہ اس ضابطے کی رو سے اس برائی کو پوری طرح دبا دینے کی کوشش نہیں کی گئی ہے، تاہم اس کا مقصد اس مصیبت کو کم کردینا ضرور ہے۔

## پناہ لینے کے حق سے متعلق مجوزہ منشور

پناہ لینے کے حق سے متعلق مجوزہ منشور کا متن انسانی حقوق کے کمیشن نے ۱۹۲۰ء میں مرتب کیا اور اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے جنرل اسمبلی میں بھیجا تھا۔

مجوزہ منشور کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ عام اصول معین کرنے کی ایک کوشش ہے جس کے مطابق حکومتوں اور بین الاقوامی جمعیت کو پناہ دینے کے ضمن میں رہنمائی حاصل ہوگی۔ منجملہ اور باتوں کے اس میں کہا گیا ہے کہ جب کوئی حکومت پناہ دیدیگی تو دوسری تمام حکومتیں اس کا احترام کریں گی۔ نیز یہ کہ ان لوگوں کی حالت، جو ملک بدر ہونے کے لئے مجبور ہوگئے ہوں، محض اس لئے کہ انہیں قتل کئے جانے یا وثوق کے ساتھ مار ڈالے جانے کا خوف تھا، بین الاقوامی جمعیت کے لئے ایک تشویش ناک معاملہ ہے۔ اور یہ کہ سوائے اس صورت کے جبکہ قومی سلامتی یا باشندوں کی حفاظت کا سبب پیش نظر ہو، کسی بھی شخص کو جسے پناہ مل گئی ہو اور وہ اس پناہ سے مستفید ہو رہا ہو، سرحد پر منسوخی، واپسی اور بے دخلی کا نشانہ نہیں بنایا جائیگا، جس کے نتیجے کے طور پر وہ شخص واپس جانے یا کسی ایسے ملک میں رہنے کے لئے مجبور ہوجائے جہاں اس کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہو۔

۱۹۶۲ء میں جنرل اسمبلی نے اپنے سترھویں اجلاس میں مجوزہ منشور پر غور کرنا شروع کیا۔ اس نے منشور کی تمہید اور اس کی ایک دفعہ منظور کرلی جس کا منشا یہ ھے کہ جب کوئی ریاست اپنی خودمختاری سے کام لیتے ہوئے کسی شخص کے لئے علاقائی پناہ منظور کردے تو دوسری تمام ریاستیں اس کا احترام کرینگی، بشرطیکہ پناہ دینے کا حق کسی ایسے شخص کو نہ دیا گیا ھو جو امن کے خلاف جرم ھو یا انسانیت کے خلاف ارتکاب جرم کیا ھو۔ چار مزید دفعات پر غور و خوص ہونا باقی ھے۔

## تجارتی انجمنوں کے حقوق کی حفاظت
## (انجمن سازی کی آزادی)

اقتصادی اور معاشرتی کونسل، بین الاقوامی ادارۂ عمال کے قریبی تعاون سے، تجارتی انجمنوں کے حقوق کو فروغ دینے کی خاطر ۱۹۴۷ء سے کام کررھی ھے کیونکہ اس وقت بعض غیرسرکاری اداروں نے اس طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ اس تعاون کا نتیجہ تھا کہ بین الاقوامی عمالی کانفرنس نے ۱۹۴۸ء میں انجمن سازی کی آزادی اور تنظیم کے حق کی حفاظت سے متعلق ایک ضابطۂ قانون اور ۱۹۴۹ء میں تنظیم اور معاملہ بندی کے حق سے متعلق ایک ضابطۂ قانون منظور کرلیا۔ بین الاقوامی ادارۂ عمال نے خود اپنی طرف سے اور اقوام متحدہ کی طرف سے ایک بین الاقوامی نظام قائم کرلیا ھے جو تجارتی انجمنوں کے حق کی خلاف ورزی سے متعلق الزامات کی جانچ پڑتال کرتا ھے۔ اقوام متحدہ تجارتی انجمنوں کے حقوق کی خلاف ورزی سے متعلق تمام الزامات وصول کرتی ھے جر بین الاقوامی ادارۂ اعمال کے ممبر ملکوں کے بارے میں ہوتے ھیں اور پھر انھیں ادارے کی مجلس عاملہ کے پاس بھیج دیا جاتا ھے۔ اقتصادی اور معاشرتی کونسل صرف ان معاملات پر غور کرتی ھے جو ادارے کے غیر ممبر ملکوں سے متعلق ہوں۔

## بیگار

اقوام متحدہ اور بین الاقوامی ادارۂ عمال نے مشترکہ طور پر بیگار سے متعلق ایک کمیٹی ۱۹۵۱ء میں قائم کی تھی۔ کمیٹی نے اپنی تحقیقات کی بنیاد ان الزامات پر رکھی کہ بیگار کی صورت بعض ملکوں اور علاقوں میں موجود ہے۔ یہ الزامات تحریری یا زبانی طور پر حکومتوں، غیر سرکاری اداروں اور عام لوگوں نے کمیٹی کے سامنے پیش کئے تھے۔ تقریباً چوبیس ملکوں اور علاقوں کا مطالعہ کیا گیا تھا۔

کمیٹی کی آخری رپورٹ میں، جو ۱۹۵۳ء میں، پیش کی گئی تھی، مختلف ملکوں سے جمع ہونے والی اطلاعات اور ان سے برآمد ہونے والے نتائج شامل تھے۔ کمیٹی کی رائے تھی کہ دنیا میں بیگار کے دو طریقے رائج ہیں: اول سیاسی جبر یا سزا کی صورت میں ان لوگوں کے خلاف جو مختلف سیاسی نظریات رکھتے یا ان کا اظہار کرتے ہیں۔ دوسرے اہم اقتصادی مقاصد کی خاطر ایسا کیا جاتا ہے۔ اس نے بتایا کہ تحقیقات سے جن حقائق کا انکشاف ہوا ہے وہ اتنے سنگین ہیں کہ ان سے بنیادی انسانی حقوق کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے اور اقوام متحدہ کے چارٹر کے بموجب عائد ہونے والی ذمہ داریوں اور شرائط کے برعکس کام کرنے والوں کی آزادی اور حیثیت کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس نے زور دیا کہ بیگار کے ایسے طریقوں کو کالعدم کیا جائے۔

۱۹۵۴ء میں اقتصادی اور معاشرتی کونسل اور جنرل اسمبلی نے ایک ساتھ بیگار کے ان طریقوں کی مذمت کی اور تمام حکومتوں سے استدعا کی کہ وہ اپنے قوانین اور انتظامی طریقوں کی دوبارہ جانچ پڑتال کریں۔ ان دونوں نے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل سے اور

بین الاقوامی ادارۂ عمال کے ڈائرکٹر سے بھی کہا کہ ایک اور رپورٹ تیار کریں جس میں بیگار سے متعلق کوئی نئی اطلاع درج ہو۔

اس کی تکمیل دسمبر ۱۹۵۵ء میں ہوئی۔ کونسل نے ۱۹۵۶ء کے شروع میں بیگار کی ان تمام قسموں کی دوبارہ مذمت کی جو اقوام متحدہ کے چارٹر اور انسانی حقوق کے عالمی منشور کے خلاف تھے اور بطور خاص بیگار کے ان طریقوں کو برا بتایا جو سیاسی جبر یا سزا کی صورت میں ان لوگوں کے خلاف اختیار کئے جاتے ہیں جو مختلف سیاسی نظریات رکھتے یا ان کا اظہار کرتے ہیں اور جن کا ارتکاب ایسے پیمانہ پر ہوتا ہے جو اس ملک کی اقتصادیات میں ایک اہم عنصر کے مترادف ہوتے ہیں۔ کونسل نے زور دیا کہ بیگار کو کالعدم کرنے کے لئے کارروائی کی جائے۔

بین الاقوامی عمالی کانفرنس نے جس کا اجلاس بمقام جنیوا جون ۱۹۵۷ء میں ہوا تھا، بیگار کو دور کرنے سے متعلق ایک ضابطۂ قانون منظور کیا۔ اس ضابطے کے تحت فریق ملک ذمہ داری لیتے ہیں کہ وہ زبردستی یا لازمی قرار دیکر کام کرانے کی ایسی ہر صورت کو سلب کردینگے جو "(ا) سیاسی جبر یا تعلیم یا سیاسی نظریات یا ایسے اعلیٰ نظریات کے اظہار کرنے پر سزا کے طور پر ہو۔ جو مسلمہ سیاسی، معاشرتی یا اقتصادی نظام کے برعکس ہو۔ (ب) اقتصادی ترقی کے مقاصد کی خاطر مزدوروں کو جمع کرنے اور ان سے کام لینے کے طریقوں کے بارے میں ہو۔ (ج) عمالی تنظیم کا ذریعہ ہو، (د) ہڑتالوں میں حصہ لینے کے باعث سزا کے طور پر ہو۔ (ہ) نسلی، معاشرتی، قومی یا مذہبی فرق و امتیاز کے باعث ہو"۔ فریق ملک مزید موثر اقدامات سے کام لینگے تاکہ مذکورہ بالا تفصیل کے بموجب بیگار یا جبریہ کام کرانے کے طریقوں کا فوراً اور یکسر

استیصال ہوجائے۔ جنوری ۱۹۶۵ء تک بہتر ملکوں نے اس ضابطے کی توثیق کی تھی جو ۱۷ جنوری ۱۹۵۹ء سے دائرۂ نفاذ میں ہے۔

## غلامی اور تابعداری

جنرل اسمبلی کی درخواست پر اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے ۱۹۴۹ء میں غلامی کے مسئلے کا مطالعہ شروع کیا جبکہ اس نے سکریٹری جنرل سے کہا کہ وہ ماہرین کی ایک کمیٹی مقرر کریں جو "غلامی کے موضوع کا اور غلامی سے ملتے جلتے قاعدوں اور رسم و رواج کا جائزہ لے، ان بہت سے مسائل کی نوعیت اور وسعت کا اندازہ لگائے اور ان مسائل کو طے کرنے کے طریقے تجویز کرے"۔

چار افراد پر مشتمل کمیٹی نے اپنا مطالعہ ۱۹۵۱ء میں مکمل کردیا۔ اس نے اطلاع دی کہ اس غلامی سے قطع نظر جو سب سے زیادہ بھونڈی صورت میں ہے، غلامی سے مشابہ متعدد قاعدے اور رواج دنیا کے بہت سے حصوں میں اب بھی موجود ہیں۔ مجلس اقوام نے غلامی سے متعلق جو ضابطہ ۱۹۲۶ء میں مرتب کیا تھا، اس کا اطلاق ان میں سے بہت سے قاعدوں اور طریقوں پر نہیں ہوتا تھا۔ چار افراد کی کمیٹی نے تجویز کیا کہ اقوام متحدہ ایک ضمیمے کے طور پر ضابطہ مرتب کرے۔

۱۹۵۳ء میں جنرل اسمبلی نے ایک قاعدہ منظور کیا جس کے بموجب وہ اختیارات جو مجلس اقوام کو ضابطۂ غلامی بابت ۱۹۲۶ء کے تحت ادا کرنے پڑتے تھے، اقوام متحدہ کو سونپ دیے گئے۔

ستمبر ۱۹۵۶ء میں غلامی، بردہ فروشی اور غلامی سے ملتے جلتے قاعدوں اور طریقوں سے متعلق ایک معاون ضابطہ منظور کیا گیا اور مختار نمائندوں کی ایک کانفرنس میں جسے اقتصادی اور

معاشرتی کونسل نے جنیوا میں طلب کیا تھا، اسے دستخطوں کے لئے پیش کردیا گیا۔ یہ ضابطہ ۳۰ اپریل ۱۹۵۷ء سے نافذ ہے۔ مارچ ۱۹۶۵ء تک اکسٹھ ملکوں نے اس کی توثیق کی تھی یا اسے قبول کیا تھا۔

اس ضابطے نے غلامی سے ملتے جلتے بعض قاعدوں اور طریقوں کو غیر قانونی قرار دیا تھا۔ مثلاً قرض کے بندھن، زمین سے وابستہ غلامی، دلھن کی قیمت اور بچوں کو مزدوری پر لگا کر ان سے استفادہ کرنا۔ اس نے شادی کے لئے کم سے کم عمروں کا تعین اور شادی کے اندراج کی ہمت افزائی کی ہے، بردہ فروشی کو مجرمانہ فعل قرار دینے پر زور دیا ہے اور بعض دوسرے متعلقہ طریقوں کے لئے تعزیری سزائیں تجویز کی ہیں۔ اس میں اس بات کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ فریق ملک آپس میں اور اقوام متحدہ سے بھی تعاون کریں، تاکہ ضابطہ میں درج شدہ قاعدے عمل میں آسکیں۔ فریق ملکوں نے ذمہ داری لی ہے کہ ضابطہ پر عمل درآمد کی غرض سے اختیار کئے جانے والے قوانین، قاعدے اور تنظیمی تدابیر کے متعلق تمام معلومات سے اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کو باخبر رکھا جائیگا۔

جولائی ۱۹۶۳ء میں اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے غلامی کے سوال پر غور کرتے ہوئے محسوس کیا کہ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ غلامی، بردہ فروشی اور غلامی سے ملتے جلتے قاعدے اور طریقے کس حد تک موجود ہیں، بالکل صحیح، مبسوط و معقول اور تا تاریخ اطلاعات جمع کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ کونسل نے سکریٹری جنرل سے درخواست کی کہ وہ غلامی سے متعلق ایک خصوصی وقائع نگار مقرر کریں اور اس خصوصی وقائع نگار سے مشورہ کرتے ہوئے غلامی سے متعلق ایک سوالنامہ مرتب کریں

جو اقوام متحدہ کے ممبر ملکوں، مخصوص ادارں اور غیر سرکاری اداروں کو بھیجا جائے تا کہ غلامی سے متعلق مکمل معلومات خصوصی وقائع نگار کی تحویل میں دیدی جائیں۔

توقع تھی کہ مقررہ خصوصی وقائع نگار محمد اعواد جو متحد عرب جمہوریہ کے رہنے والے ہیں، ۱۹۶۰ء میں کونسل کے موسم گرما والے اجلاس میں اپنی رپورٹ پیش کردینگے۔

## نظر بندی کے ناتسی کیمپوں میں زندہ بچنے والوں کی حالت

مئی ۱۹۵۰ء میں عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن نے نظر بندی کے کیمپوں میں زندہ بچنے والی ان عورتوں کی حالت پر توجہ مبذول کرائی جنہیں ناتسی عہد میں نام نہاد طبی تجربات کا شکار بنایا گیا تھا۔

کمیشن کی رپورٹ پر غور و خوض کرنے کے بعد اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے جولائی ۱۹۵۰ء میں سکریٹری جنرل سے درخواست کی کہ جس قدر جلد ممکن ہو اہل ارباب اقتدار کے ساتھ مل کر ایسی تدابیر پر غور کریں جن کو اختیار کرتے ہوئے ان مظلوم مردوں اور عورتوں کی حالت کو سدھارا جاسکے۔

اقوام متحدہ کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ وفاقی جمہوریۂ جرمنی کی حکومت نے ان زندہ بچنے والوں کو تاوان ادا کرنے کی ذمہ داری قبول کرلی جنہیں نظربندی کے کیمپوں میں ناتسی ڈاکٹروں نے تجربات کے نام پر تختۂ مشق بنایا تھا۔ اب تک اقوام متحدہ چھ سو سے زیادہ مطالبات اور اس سے متعلق خط و کتابت کی کافی مقدار اس حکومت کے نام بھیج چکی ہے۔

## جنگی قیدی

۱۹۵۰ء میں جنرل اسمبلی نے سکریٹری جنرل سے کہا کہ وہ تین ''معقول اور غیر جانبدار افراد'' مقرر کریں تاکہ دوسری جنگ عظیم کے ایسے تمام قیدیوں کے مسائل کا حل معلوم کیا جائے جن کا اب تک تبادلہ نہیں ہوا یا جن کے بارے میں کسی قسم کا بندوبست نہیں ہوسکا ہے۔

تین افراد پر مشتمل جنگی قیدیوں کے ایڈھاک کمیشن نے حقائق اور اعداد وشمار جمع کئے اور کئی موقعوں پر متعلقہ حکومتوں پر زور ڈالا کہ اس مسئلے کو ختم کریں۔ ۱۹۵۷ء میں کمیشن نے سکریٹری جنرل کو ایک مکمل رپورٹ بھیجی جس میں جنگی قیدیوں کے تبادلے یا دوسرے بندوبست کے بارے میں ۱۹۵۰ء کے بعد سے جو کچھ کارروائی ہوئی تفصیل کے ساتھ درج تھی۔ اس میں لکھا تھا کہ مجموعی طور پر ۲۸ ہزار ۰ سو ۳۰ جرمن قیدیوں (اور ۳ ہزار ۸۸ شہریوں) ۶۹ اطالویوں اور ۳۳ ہزار ۷ سو ۸۷ جاپانیوں کا اب تک تبادلہ ہوچکا ہے۔

اٹلی، جاپان اور وفاقی جمہوریہ جرمنی کی حکومتوں نے کمیشن کو مطلع کیا کہ اب بھی کئی ہزار جنگی قیدی اور شہری باقی ہیں جن کا تبادلہ نہیں ہوسکا یا کوئی اور بندوبست نہیں ہوسکا ہے۔ کمیشن نے متعلقہ حکومتوں سے استدعا کی کہ وہ خالص انسان دوستی کے جذبے کے تحت خواہ براہ راست خواہ انجمن ہائے صلیب احمر کی نیک خدمات حاصل کرکے اس مسئلے کو طے کریں۔

## اطلاعات کی آزادی

جنرل اسمبلی نے ۱۹۴۶ء میں اعلان کیا کہ ''اطلاعات کی آزادی ایک بنیادی انسانی حق ہے اور ان تمام آزادیوں کے لئے

کسوٹی ہے جن کے احترام کا بیڑا اقوام متحدہ نے اٹھایا ہے"۔ اس جذبے کے تحت اقوام متحدہ ایک وسیع لائحۂ عمل میں مصروف ہے جس کا مقصد اطلاعات کی آزادی کر فروغ دینا ہے۔

۱۹۴۸ء میں "اطلاعات کی آزادی کے تصور میں شامل کئے جانے والے حقوق، ذمہ داریوں اور طریقوں کے موضوع پر" غور کرنے کی خاطر جنیوا میں اطلاعات کی آزادی سے متعلق ایک کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس میں تین ضابطوں کے مسودے مرتب کئے گئے: خبریں جمع کرنا اور بین الاقوامی اعتبار سے ان کی نشر و اشاعت کرنا، تصحیح کے ایک بین الاقوامی حق کا قاعدہ تیار کرنا اور اطلاعات کی آزادی کے اصول مرتب کرنا۔ اس نے پیشوں اور فنی مسائل سے متعلق چالیس سے زیادہ قرار دادیں بھی منظور کیں۔ ان میں سے بعض حکومتوں کو براہ راست یا دنیا بھر کے اطلاعاتی اداروں کے ذریعہ مخاطب کیا گیا تھا اور بعض کے بموجب اقتصادی اور معاشرتی کونسل اور جنرل اسمبلی نے بعد میں کارروائی کی۔

ان ضابطوں میں سے جن کو کانفرنس نے تجویز کیا تھا، صرف ایک ضابطہ جو تصحیح کے بین الاقوامی حق سے متعلق ہے، جنرل اسمبلی نے منظور کرلیا اور دستخطوں کے لئے پیش بھی کردیا گیا۔ وہ ۲۴ اگست ۱۹۶۲ سے دائرۂ نفاذ میں آگیا ہے۔ اسمبلی نے خبروں کی بین الاقوامی ترسیل سے متعلق ضابطہ بھی منظور کرلیا لیکن ابھی دستخطوں کے لئے پیش نہیں ہوسکا ہے۔ اطلاعات کی آزادی سے متعلق مجوزہ مسودے نے بہت زیادہ اختلافی صورت پیدا کردی ہے اور اسی لئے اب تک جنرل اسمبلی میں زیر غور ہے۔

اطلاعات اور اخبارات کی آزادی سے متعلق ایک سب کمیشن نے، جو بارہ ماہرین پر مشتمل ہے، ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۲ء تک پانچ اجلاس منعقد کئے۔ اس نے اطلاعات کی آزادی سے متعلق ۱۹۴۸ء کی کانفرنس

کے لئے ابتدائی انتظامات کئے، انسانی حقوق کے عالمی منشور اور انسانی حقوق کے ضابطے میں شامل کرنے کے لئے اطلاعات کی آزادی سے متعلق دفعات مرتب کیں' اطلاعاتی عملے کے لئے اخلاق کے بین الاقوامی آئین کا مسودہ تیار کیا اور ریڈیو نشریات کو سلب کرنے اور اخباری کاغذ کی خرید و فروخت میں سرکاری مداخلت جیسے مسائل کے بارے میں سفارشات پیش کیں، سب کمیشن کی بہت سی سفارشات انجام کار جنرل اسمبلی کی قراردادیں بن گئیں۔

اس سب کمیشن کو ۱۹۵۲ء میں موقوف کردیا گیا تو اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے اطلاعات کی آزادی کے بارے میں ایک وقائع نگار مقرر کردیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنی نجی حیثیت میں ایک بھر پور رپورٹ تیار کرے جس میں "اطلاعات سے متعلق اھم حالیہ مسائل اور ترقیاتی اور ان کے ساتھ ہی عملی اقدامات کے لئے سفارشات کا ذکر ہو"۔ کونسل نے وقائع نگار کی رپورٹ پر ۱۹۵۴ء میں غور و خوض کیا اور سکریٹری جنرل سے کہا کہ وہ زیر بحث آنے والے بعض مسائل کا ذرا زیادہ تفصیل کے ساتھ مطالعہ کریں۔ کونسل نے غیرملکی نامہ نگاروں کی حیثیت اور نقل و حرکت، کاپی رائٹ، پیشہ ورانہ تربیت، اخبارات کے نرخ اور ترجیحی سلوک اور بین الاقوامی نشریات جیسے موضوعات پر بھی قراردادیں منظور کیں۔ ۱۹۵۵ء میں کونسل نے ان مطالعی رپورٹوں کا جائزہ لیا جو سکریٹری جنرل نے تیار کی تھیں۔ نیز ایسی قراردادیں منظور کیں جن میں حکومتوں سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ زمانۂ امن میں خبروں کی ترسیل پر مہر احتساب لگانا ترک کردیں اور برقی آلات کے ذریعہ خبروں کی بے روک ٹوک منتقلی میں سہولتیں مہیا کریں۔

اس کے بعد پانچ افراد کی اس کمیٹی نے مزید کارروائی کی جسے انسانی حقوق کے کمیشن نے ۱۹۵۷ء میں مقرر کیاتھا اور جس کا کام یہ تھا کہ اطلاعات کی آزادی کے ضمن میں اقوام متحدہ اور

مخصوص اداروں کی خدمات پر تبصرہ کرے۔ کمیٹی کی رپورٹ میں منجملہ اور باتوں کے ان موضوعات پر نظر ڈال گئی: کم ترقی یافتہ ملکوں میں اطلاعاتی ذرائع کی ترقی، اطلاعات کی آزادانہ تشہیر اور اطلاعاتی ذرائع کے فرائض و اختیارات اور حقوق۔

کم ترقی یافتہ ملکوں میں اطلاعات کے ذرائع کی ترقی دراصل اطلاعات کی آزادی کا ایک رخ ہے جس پر اقوام متحدہ نے اپنے تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی ادارے (یونیسکو) کے تعاون سے کسی قدر تفصیل کے ساتھ غور کیا ہے۔ اس موضوع کا ایک مطالعہ جو سکریٹری جنرل نے یونیسکو کے ساتھ صلاح و مشورے کے بعد مرتب کیا ہے، کونسل کے سامنے ۱۹۵۷ء میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد کونسل کے پہل کرنے کا نتیجہ تھا کہ یونیسکو نے علاقائی جلسوں کے ایک سلسلے کا اہتمام کیا جن کا منشا یہ تھا کہ ترقی کے پروگرام کو عملی جامہ پہناتے وقت جن ضروریات اور وسائل کا سامنا ہوتا ہے ان کی قدر و قیمت جانچنے میں کونسل کی مدد کی جائے۔ یونیسکو نے ایک رپورٹ انسانی حقوق کے کمیشن کے سترھویں اجلاس میں پیش کی جو ۱۹۶۱ء کے شروع میں ہوا تھا۔ اس رپورٹ میں ان دو علاقائی جلسوں کے فیصلوں کو ملحوظ رکھا گیا تھا جو ۱۹۶۰ء میں بمقام بنکوک اور ۱۹۶۱ء میں چلی کے شہر سانتیاگو میں منعقد ہوئے تھے۔ کمیشن کی سفارش پر اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے ایک قرارداد منظور کی جس میں حکومتوں پر زور ڈالا گیا کہ وہ قومی اطلاعاتی ذرائع کی ترقی کے لئے پروگرام بنائیں اور اسے اپنی اقتصادی اور معاشرتی ترقی کی منصوبہ بندی کا ایک جزو سمجھیں۔

اقوام متحدہ اس وقت اطلاعات کی آزادی کے میدان میں مندرجہ ذیل منصوبوں سے سروکار رکھتی ہے:

۱۔ اطلاعات کی آزادی کے بارے میں مجوزہ ضابطہ جس پر جنرل اسمبلی میں غور کیا جارہا ہے،

۲ - اطلاعات کی آزادی کے بارے میں ایک مجوزہ منشور۔ یہ بھی جنرل اسمبلی کے ایجنڈے میں شامل ہے،

۳ - ۱۹۵۴ء سے اب تک اطلاعات کی آزادی کے ضمن میں جو ترقیاں ہوئی ہیں، ان کے بارے میں بھر پور رپورٹ جو ۱۹۶۱ء کے شروع میں پیش کی گئی تھی - اور اس کے بعد اطلاعات کی آزادی کے بارے میں سالانہ رپورٹیں جو انسانی حقوق کے کمیشن کے ایجنڈے میں شامل ہیں -

## بچے کے حقوق کا منشور

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۲۰ نومبر ۱۹۵۹ء کو اتفاق رائے کے ساتھ بچے کے حقوق کا منشور منظور کیا۔ اس منشور کی تمہید میں بطور خاص بیان کیا گیا ہے کہ بچہ اپنی جسمانی اور ذہنی عدم پختگی کے باعث پیدائش سے پہلے اور پیدائش کے بعد بھی خاص حفاظت اور نگرانی کا محتاج ہوتا ہے۔ اس میں یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ انسان بچے کو وہ بہترین چیز دینے کا ذمہ دار ہے جو دینے کے لئے اس کے پاس موجود ہو۔ والدین، افراد، رضاکار اداروں، مقامی ارباب اختیار اور حکومتوں سے کہا گیا ہے کہ طے شدہ حقوق اور آزادیوں کو تسلیم کریں اور آئین میں شامل کرکے اور دوسرے طریقے سے ان پر عمل درآمد کی کوشش کریں۔

اقوام متحدہ نے سب سے پہلے ۱۹۴۶ء میں بچے کے حقوق سے متعلق ایک منشور مرتب کرنے میں اپنی دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔ منشور جنیوا سے متاثر ہوکر، جسے مجلس اقوام کی اسمبلی نے ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو منظور کیا تھا، ایک سفارش اقتصادی اور معاشرتی کونسل میں پیش کی گئی کہ منشور جنیوا "اس زمانے کے لوگوں کو اتنی ہی سختی کے ساتھ پابند کرے جتنی سختی اس نے ۱۹۲۴ء میں

دکھائی تھی"۔ اقتصادی اور معاشرتی کونسل کے دو عملی کمیشن یعنی معاشرتی کمیشن اور انسانی حقوق کا کمیشن، اقوام متحدہ کے نئے منشور کا ابتدائی منصوبہ مرتب کرنے کے ذمہ دار تھے۔ جنرل اسمبلی کی تیسری کمیٹی نے اس کی پوری طرح تشکیل کردی۔

منشور کے دس اصولوں میں تسلیم کیا گیا ہے کہ تمام بچوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی بھی استثنیٰ کے بغیر خصوصی تحفظ سے لطف اندوز ہوں، انہیں ایسے موقعے اور سہولتیں میسر آئیں جن کی بدولت وہ ایک عام اور صحت مند طریقے پر اور آزادی اور وقار کے ماحول میں ترقی پانے کے لائق ہوجائیں، پیدائش کے وقت سے ان کا نام رکھا جائے اور ان کی ایک قومیت ہو، وہ معاشرتی تحفظ سے مستفید ہوں جس میں مناسب غذا، مکان، تفریح اور طبی خدمات شامل ہوں، اگر وہ جسمانی یا دماغی اعتبار سے معذور ہوں تو خصوصی علاج معالجہ، تعلیم اور نگرانی حاصل کریں، وہ شفقت اور سلامتی کی فضا میں اور جہاں کہیں بھی ممکن ہو اپنے والدین کی نگرانی میں اور ان کی ذمہ داری کے تحت پروان چڑھیں، تعلیم پائیں، ہر قسم کی غفلت شعاری، ظلم و ستم اور ناجائز تصرف سے امان پائیں اور ایسے طریقوں سے بھی محفوظ رہیں جو نسلی، مذہبی یا کسی اور قسم کے فرق و امتیاز کے بیج بوتے ہیں۔

آخر میں اس منشور میں زور دیا گیا ہے کہ "باہمی مفاہمت، رواداری، قوموں کے مابین دوستی، امن و امان اور عالمگیر اخوت کے جذبے کے تحت اور اس پورے شعور کے ساتھ بچے کی پرورش ہونی چاہئے کہ اس کی صلاحیت و استعداد اس کے ہم عصر ساتھیوں کی خدمت کے لئے وقف ہوجائیں۔"

## انسانی حقوق سے متعلق مراسلات

اقوام متحدہ کے قیام سے اب تک دنیا کے تمام حصوں کے عام لوگوں، جماعتوں اور اداروں کی طرف سے انسانی حقوق سے متعلق متعد مراسلات ہر سال وصول ہوتے رہتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی تاریخ کے آغاز میں اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے یہ بیان منظور کیا کہ انسانی حقوق کا کمیشن انسانی حقوق سے متعلق کسی شکایت کے بارے میں کسی قسم کی کارروائی کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ ایسی شکایات سے متعلق مراسلات ایک خفیہ فہرست میں درج کئے جائیں جس میں ہر مراسلے کے نفس مضمون کو بہت مختصر انداز میں بیان کیا جائے۔ یہ فہرست انسانی حقوق کے کمیشن کے اراکین کونجی جلسوں کے وقت فراہم کی جاتی ہے اور مراسلات لکھنے والوں کی شخصیت ان کی مرضی کے بغیر منکشف نہیں کی جاتی۔ ہر ممبر ملک کو ہر اس مراسلے کی ایک نقل مل جاتی ہے جس میں اس کا یا اس کے ماتحت علاقے کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اس موقع پر بھی مراسلہ نگار کی شخصیت ظاہر نہیں کی جاتی۔ بعض حکومتیں ان مراسلات پر جو اس طرح ان کو بھیجے جائیں کارروائی کرتی ہیں اور اپنے اقدام سے اقوام متحدہ کو مطلع کرتی ہیں۔ اسی طرح عورتوں کی حیثیت سے متعلق مراسلات کی ایک فہرست عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن کے پاس بھیج دی جاتی ہے۔

## انسانی حقوق کا سالنامہ

اقوام متحدہ انسانی حقوق کا ایک سالنامہ شائع کرتی ہے۔ اس سالانہ جلد میں وہ دستوری قواعد، تعزیری آئین، عملی احکامات اور عدالتی فیصلے درج کئے جاتے ہیں جو اقوام متحدہ کے ممبرملکوں اور غیر ممبر ملکوں میں نیز تولیتی اور غیرمختار علاقوں میں انسانی

حقوق پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس میں انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی اقرار نامے بھی شامل کئے جاتے ہیں۔ اب تک اقوام متحدہ نے اس سالنامے کی ۱۶ جلدیں شائع کی ہیں جن میں ۱۹۴۶ء سے ۱۹۶۱ء تک کا جائزہ شامل ہے۔

## امتیازات کی روک تھام اور اقلیتوں کا تحفظ

۱۹۴۶ء میں انسانی حقوق کے کمیشن نے ایک سب کمیشن امتیازات کی روک تھام اور اقلیتوں کے تحفظ کے بارے میں قائم کیا تاکہ وہ خوب مطالعہ کرنے کے بعد سفارشات پیش کرے۔ یہ سب کمیشن چودہ اشخاص پر مشتمل ہے اور کمیشن ان کی حکومتوں سے رضامندی حاصل کرنے کے بعد ان کا انتخاب کرتا ہے۔ اراکین اپنی حکومتوں کے نمائندوں کے طور پر نہیں بلکہ اپنی انفرادی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہیں۔

اس سب کمیشن نے انسانی حقوق کا عالمی منشور مرتب کرانے میں مدد کی جس میں دو دفعات (دفعہ ۲ اور ۷) ایسی شامل ہیں جو خاص طور پر عدم امتیازات کے اصول سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ اصول منشور کی تقریباً ہر دفعہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لئے ''ہر کوئی شخص'' ''کوئی شخص نہیں'' اور ''تمام'' جیسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔

۱۹۵۲ء سے سب کمیشن زندگی کے مختلف طبقات میں برتے جانے والے امتیازات کے ٹھوس پہلوؤں کا باقاعدہ مطالعہ کر رہا ہے۔ خصوصی مطالعے کے لئے جو موضوعات مقرر کئے گئے، وہ یہ ہیں: تعلیم میں امتیازات، روزگار اور پیشے میں امتیازات، مذہبی حقوق اور عبادت کے معاملے میں امتیازات، سیاسی حقوق کے معاملے میں امتیازات،

ہر شخص کے اس حق کے بارےمیں امتیازات کا وہ کسی بھی ملک کو جس میں اس کا وطن شامل ہو، جب چاہے چھوڑ دے اور اپنے ملک میں جب چاہے واپس آجائے، شادی کے بغیر پیدا ہونے والے اشخاص کے خلاف امتیاز اور انصاف کے نفاذ میں مساوات۔

۱۹۵۲ء میں سب کمیشن نے تعلیم میں امتیاز کا مطالعہ کرنے کی ذمہ‌داری خود ہی لے لی جسے اس کے ایک رکن چارلس ڈی عمون نے جو لبنان کے باشندے تھے، ادا کیا۔ اس مطالعہ کے بعد ہی جو ۱۹۵۶ء میں مکمل ہو گیا تھا یونیسکو کی جنرل کانفرنس نے ایک ضابطۂ قانون اور تعلیم میں امتیازات کے خلاف ایک سفارش ۱۴ دسمبر ۱۹۶۰ء کو منظور کرلی۔

جنوری ۱۹۶۵ء کے آخر تک تعلیم میں امتیازات کے خلاف ضابطے کی توثیق یا قبولیت انتیس ممبر ملکوں نے کر دی تھی اور ضابطے کے پروٹوکول کی، جو ضابطے کے فریق ملکوں کے مابین کھڑے ہرنے والے تنازعات کے تصفیہ کی تلاش سے متعلق مصالحتی اور خیراندیش کمیشن کے قیام کے بارےمیں ہے اور جسے جنرل کانفرنس نے ۱۹۶۲ء میں منظور کیا تھا، پانچ ممبر ملکوں نے توثیق کردی تھی۔

سب کمیشن کے ایما پر اقوام متحدہ نے بین‌الاقوامی ادارۂ عمال سے درخواست کی کہ وہ روزگار اور پیشوں میں برتے جانے والے امتیازات کا ایک مطالعہ تیار کرے۔ جنانچہ اسی مطالعہ کا نتیجہ تھا کہ ادارےنے ۲۵ جون ۱۹۵۸ء کو ایک ضابطۂ قانون اور روزگار اور پیشوں کے ضمن میں امتیازات سے متعلق ایک سفارش منظور کی جو ۱۵ جون ۱۹۶۰ء سے نافذ ہے۔ اس ضابطے کی توثیق کرنے والا ہر ملک اس بات کی ذمہ داری لیتا ہے کہ وہ "ایک ایسی قومی حکمت عملی کا اعلان اور اس پر عمل درامد کرنے کی

کوشش کرے گا جو قومی حالات اور رسم و رواج کے شایان شان طریقوں کے ذریعے روزگار اور پیشے کے مساوی مواقع اور برتاؤ کو فروغ دینے کے لئے ہو اور جس کا مقصد یہ ہو کہ اس ضمن میں فرق و امتیاز کا استیصال کیا جاسکے"۔ ۲۱ جنوری ۱۹۶۵ء تک اس ضابطے کی توثیق پچاس ممبر ملک کر چکے تھے۔

۱۹۶۰ء میں سب کمیشن نے مذہبی حقوق اور عقائد کے ضمن میں امتیاز کے ایک جائزے پر غور کرنے کی کارروائی مکمل کردی جسے سب کمیشن کے ایک رکن آرکوٹ کرشنا سوامی نے جو بھارت کے باشندے ہیں مرتب کیا تھا۔ سب کمیشن نے اس جائزے کو مجوزہ اصولوں کے ایک سلسلے کے ساتھ جو مذہبی حقوق اور عقائد کے ضمن میں آزادی اور عدم امتیاز سے تعلق رکھتے ہیں، انسانی حقوق کے کمیشن کے سپرد کردیا اس یقین کے ساتھ کہ اگر اقوام متحدہ ان سفارشات کو اپنے ممبر ملکوں کے لئے منظور کرلے جو انہی اصولوں پر مبنی ہیں تو اس مطالعہ کا یہ بالکل مناسب اختتام ہو گا۔

۱۹۶۲ء میں سب کمیشن نے سیاسی حقوق کے ضمن میں امتیازات کا مطالعہ مکمل کردیا جس کو اسی کے ایک رکن چلی کے باشندے ہرنان سانتا کرز نے مرتب کیا تھا۔ پھر ۱۹۶۳ میں ہر شخص کے اس حق کے سلسلے میں امتیازات کا مطالعہ مکمل کر دیا کہ ہر وہ ملک کو جس میں خود اس کا ملک بھی شامل ہے، چھوڑ سکتا اور اپنے وطن واپس بھی آسکتا ہے۔ یہ مطالعہ اسی کے ایک رکن فلی پین کے باشندے یو سے ڈی انگلز نے مرتب کیا تھا۔ یہ مطالعے اور ان کے ساتھ سیاسی حقوق کے ضمن میں آزادی اور عدم امتیازات کے مجوزہ اصولوں کا سلسلہ نیز ہر شخص کو ہر ملک کی، جس میں خود اس کا ملک بھی شامل ہو، سکونت ترک کرنے اور اپنے وطن واپس

آجانے کے ضمن میں آزادی اور عدم امتیازات سے متعلق مجوزہ اصولوں کا مسودہ انسانی حقوق کے کمیشن کو بھیج دئے گئے۔

مختلف موضوعات پر امتیازات کا مطالعہ جاری رکھتے ہوئے ۱۹۶۲ء میں سب کمیشن نے شادی کے بغیر پیدا ہونے والے اشخاص کے خلاف امتیازات کا مطالعہ تیار کرانے کی ذمہ داری لینے کا فیصلہ کیا اور فن لینڈ کے رہنے والے ووئیتو ساریو کو جو سب کمیشن کے ایک رکن تھے مقرر کردیا کہ وہ یہ مطالعہ تیار کرائیں۔ اس نے ۱۹۶۳ء میں انصاف کی تنظیم کے سلسلہ میں مساوات کا مطالعہ کرانے کی بھی ذمہ داری لی اور اپنے ایک رکن سوڈان کے رہنے والے محمد ابورناط کو مطالعہ کرانے کے لئے مقرر کر دیا۔

جنوری ۱۹۶۰ء میں سب کمیشن نے سلامتی کونسل کے خلاف مظاہروں اور نفرت و تعصب کی دوسری صورتوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا۔ اس قسم کے مظاہرے بہت سے ملکوں میں ۱۹۵۰ء کے آخر میں اور ۱۹۶۰ء کے شروع میں کئے گئے تھے۔

ایک قرارداد کی صورت میں جو سب کمیشن کی اور انسانی حقوق کے کمیشن کی سفارشات پر مبنی تھی، جنرل اسمبلی نے ۱۹۶۵ء میں ان مظاہروں کی مذمت کرتے ہوئے ان کو اقوام متحدہ کے چارٹر اور انسانی حقوق کے عالمی منشور کی خلاف ورزی کے مترادف ٹھیرایا۔ اس نے تمام ملکوں سے کہا کہ وہ ایسے ارتکاب کو روکنے کے لئے تمام ضروری تدابیر کو کام میں لائیں۔

جنوری ۱۹۶۱ء میں سب کمیشن نے اور بعد ازاں کمیشن نے اس مسئلے کا مزید مطالعہ اس اطلاع کی بنیاد پر کیا جو حکومتوں سے، یونیسکو سے اور ان غیر سرکاری اداروں سے، جنہیں مشاورتی درجہ ملا ہوا ہے، حاصل کی گئی تھی۔

دسمبر ۱۹۶۲ء میں جنرل اسمبلی نے، نسلی تعصب اور قومی و مذہبی عدم رواداری کے تمام مظاہروں کی دوبارہ مذمت کرتے ہوئے، تمام ملکوں کی حکومتوں سے استدعا کی کہ امتیازات والے قوانین کو منسوخ کرنے کے لئے تمام مناسب تدابیر اختیار کی جائیں اور اگر ضروری ہو تو اس تعصب اور عدم رواداری کا مقابلہ کرنے کے لئے آئین منظور کیا جائے۔ اسمبلی نے اقتصادی اور معاشرتی کونسل سے بھی درخواست کی کہ وہ انسانی حقوق کے کمیشن سے کہے کہ اسمبلی میں غور و خوض کرنے کے لئے وہ نسلی امتیازات کی تمام صورتوں کے قلع قمع کے لئے ایک مسودۂ منشور اور ایک مسودۂ ضابطہ اور مذہبی رواداری کی تمام صورتوں کے قلع قمع کے لئے ایک مسودۂ منشور اور ایک مسودۂ ضابطہ مرتب کرے۔

نومبر ۱۹۶۳ء میں اسمبلی نے اتفاق رائے کے ساتھ نسلی امتیازات کی تمام صورتوں کا قلع قمع کرنے سے متعلق اقوام متحدہ کا منشور منظور کیا اور تمام ملکوں کی حکومتوں سے اور غیر سرکاری اداروں سے درخواست کی کہ وہ جس قدر زیادہ ممکن ہو، متن کی اشاعت و تشہیر کریں۔ نسلی امتیازات کی تمام صورتوں کے قلع قمع سے متعلق بین الاقوامی مسودۂ ضابطہ اور مذہبی عدم رواداری کی تمام صورتوں کے قلع قمع سے متعلق مسودۂ ضابطہ بہت شدت کے ساتھ زیر غور ہیں۔

## انسانی حقوق کے پروگرام کی نئی سمتیں

اقوام متحدہ کے پہلے دس سال کے دوران میں انسانی حقوق کا پروگرام زیادہ تر، اگرچہ کلیتہً نہیں، اصولوں اور قاعدوں کی تعریف و تشریح اور بہت سی بین الاقوامی دستاویزات کی تشکیل کی راہ میں عمل پیرا رہا۔ ان میں انسانی حقوق کا عالمی منشور، دو ہنوز نامکمل مجوزہ ضابطے جو شہری اور سیاسی حقوق اور اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کے بارے میں اور کئی دوسرے ضابطے، معاہدے اور منشور شامل ہیں۔ اس

کتابچے کے شروع میں ان دستاویزات کی وضاحت کردی گئی ہے۔ اصولوں کی تعریف وتشریح اور تشکیل کا دور بہر نوع خاتمہ پر آ گیا ہے۔ مجوزہ ضابطے ابھی جنرل اسمبلی سے منظور ہونے ہیں جیسے دوسرے ضابطوں اور منشوروں کے مسودات پر بھی غور کرنا ہے۔ تاہم ۱۹۵۵ء سے بہت سی نئی ترقیاں رونما ہوئی ہیں جن سے پروگرام میں اہم نئی سمتوں کا پتہ چلتا ہے۔ نئے پروگرام کے تین بڑے جزو ہیں۔ مثلاً انسانی حقوق کے بارے میں سہ سالہ رپورٹیں، مخصوص حقوق یا حقوق کے مجموعوں کے مطالعے اور انسانی حقوق کے میدان میں مشاورتی خدمات۔

زیادہ حال کی بات ہے کہ جنرل اسمبلی نے نسلی امتیازات اور مذہبی عدم رواداری کی تمام صورتوں کے قلع قمع کی منزل میں ایک نئی مہم کا آغاز کیا۔ جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے، اس نے اتفاق رائے کے ساتھ ۱۹۶۳ء میں نسلی امتیازات کی تمام صورتوں کے قلع قمع کے لئے ایک منشور منظور کیا۔ اسی موضوع پر ایک مسودۂ ضابطہ اس وقت اسمبلی میں زیر غور ہے۔ اسی طرح مذہبی عدم رواداری کی تمام صورتوں کے قلع قمع سے متعلق ضابطے کا ایک مسودہ بھی زیر غور ہے۔ امتیازات کی روک تھام اور اقلیتوں کی حفاظت سے متعلق سب کمیشن نے ۱۹۶۵ء میں بعد کے مسائل سے متعلق ایک مسودۂ ضابطہ تیار کرایا تاکہ انسانی حقوق کا کمیشن اس پر غور و خوض کرے۔

## انسانی حقوق کے بارے میں سہ سالہ رپورٹیں

اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے ممبر ملکوں کو دعوت دی ہے کہ انسانی حقوق کے ضمن میں ان کے اپنے اپنے ملکوں میں جو ترقیاں رونما ہوں اور جن دشواریوں سے واسطہ پڑے، ان پر ہر تیسرے سال رپورٹ مرتب کر کے سکریٹری جنرل کو بھیجا کریں۔

رپورٹوں کے پہلے تین سلسلوں پر، جو علی الترتیب ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۶ء ۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۲ء کے بارے میں تھیں، انسانی حقوق کے کمیشن نے ۱۹۵۸ء، ۱۹۶۱ء اور ۱۹۶۴ء میں غور کیا۔ پہلے مرحلے میں اکتالیس حکومتوں نے اور دوسرے اور تیسرے مرحلوں میں سرسٹھ اور پینسٹھ حکومتوں نے رپورٹیں پیش کیں۔ ۱۹۶۴ء میں کمیشن نے ۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۲ء کی رپورٹوں پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کردی۔ اس سے کہا گیا کہ وہ ان رپورٹوں پر مبنی ترقیوں کا ایک عام جائزہ تیار کرے اور اپنے نتائج اور سفارشات پیش کرے جن میں ایک ایسے طریقۂ کار کی سفارشات بھی شامل ہوں جسے آئندہ کی رپورٹوں کے بارے میں اختیار کیا جاسکے۔ کمیٹی کا اجلاس ۱۹۶۴ء میں ہوا۔ کمیشن اس کی رپورٹ پر ۱۹۶۵ء میں غور کریگی۔

## خصوصی حقوق یا حقوق کے مجموعوں کے مطالعے

عالمگیر مطالعوں یا خصوصی حقوق یا حقوق کے مجموعوں کے جائزوں کے ایک سلسلے پر کمیشن اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، امتیازات کی روک تھام اور اقلیتوں کی حفاظت سے متعلق سب کمیشن مصروف عمل ہے۔ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ''انسانی آزادی کے بچاؤ کی خاطر حاصل ہونے والی عام ترقیوں اور عمل میں لائی جانے والی تدبیروں پر زور دیا جائے'' اور اس میں کوئی مقصد ظاہر کرنے والی اور عام سفارشیں جو ضروری سمجھی گئی ہوں، شامل کی جائیں۔ ان مطالعوں کو مرتب کرنے کے لئے جو ذرائع کام میں لائے جائیں، وہ ان سرکاری اطلاعات تک محدود نہ ہوں جو حکومتوں نے بھیجی ہوں یا سکریٹری جنرل یا مخصوص اداروں نے جمع کی ہوں، بلکہ وہ بھی جو اقتصادی اور معاشرتی کونسل سے مشاورتی

تعلق رکھنے والے غیر سرکاری اداروں نے ارسال کی ھوں اور وہ تحریریں بھی جو تسلیم شدہ عالموں اور سائنسدانوں کی ھوں۔

"بے قاعدہ گرفتاری، نظر بندی اور جلاوطنی سے بچے رھنے کے لئے ھر شخص کا حق" مطالعہ کا پہلا موضوع تھا جسے کونسل نے منظور کیا تھا (ملاحظہ ھو انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ نمبر ۹) کمیشن نے اپنے اراکین میں سے چار کی ایک کمیٹی مقرر کی تاکہ وہ سکریٹریٹ کی مدد سے یہ مطالعہ منظور کریں۔

۱۹۶۱ء میں کمیٹی نے اپنی رپورٹ کمیشن کے پاس بھیج دی۔ کمیٹی کے خیال کے بموجب لفظ "گرفتاری" کا مفہوم یہ تھا: "قانون کے اختیارات کے تحت یا کسی اور قسم کی مجبوری کے کے زیر اثر ایک شخص کو تحویل میں لے لینے کا فعل' اور اس لمحے سے جبکہ اسے حراست میں لیا گیا ھو اس وقت تک کی مدت اس میں شامل ھے جبکہ اسے ایک صاحب اختیار کے سامنے لایا جائے جو اس کو بدستور قید و بند میں رکھنے یا رھا کردینے کے بارے میں حکم جاری کرنے کا مجاز ھو"۔ لفظ "نظر بندی" سے مراد "وہ فعل ھے" جبکہ "ایک صاحب اختیار (عموماً عدالت سے متعلق) ھستی کسی شخص کو کسی خاص جگہ بند کردے، خواہ وہ کسی گرفتاری کے سلسلے میں ھو یا نہ ھو اور اسے حراست میں رکھے جو اسے اپنے خاندان والوں کے ساتھ رھنے سے یا اپنی عام پیشہ ورانہ یا معاشرتی کارگزاریاں انجام دینے سے باز رکھے"۔ لفظ "جلاوطنی سے مراد یہ ھے: "(ا) کسی شخص کی بے دخلی یا اخراج اس ملک سے جس کا وہ باشندہ ھو اور (ب) کسی شخص کا ملک کے اندر ھی اسطرح دیس نکالا کہ اسے عادی مقام رھائش سے زبردستی دور کیا جائے"، کمیٹی کی رائے یہ تھی کہ لفظ "بے قاعدہ" "غیر قانونی" کا ھم معنی نہیں ھے اور یہ

کہ اول الذکر موخرالذکر سے زیادہ معنی خیز ہے۔ ایک گرفتاری یا نظر بندی "بے قاعدہ کہی جاسکتی ہے اگر وہ (ا) ایسی بنیادوں پر اور ایسے طریقہ ہائے کار کے بموجب ہو جسے مروجہ قانون کے برخلاف کہا جاسکے یا (ب) ایک ایسے قانون کی شرائط کے تحت ہو جس کا مقصد انسان کی آزادی اور سلامتی کے حق کے اعتبار سے برعکس ہو"۔

کمیٹی کی رپورٹ میں جس پر ۱۹۶۲ء میں حکومتوں کی طرف سے آنے والے اعتراضات کی روشنی میں نظر ثانی کی گئی ہے یہ باتیں شامل ہیں: گرفتاری، نظر بندی اور جلاوطنی سے متعلق دستوری دفعات کے تقابلی جائزے، وہ بنیادیں جن پر اور وہ طریقہ ہائے کار جن کے بموجب، ایک شخص کو جس پر کسی مجرمانہ فعل کا شبہ ہوسکتا یا الزام لگایا جاسکتا ہو، گرفتار کیا جاسکے، ایک شخص کے حقوق اور مراعات، جو قید یا نظر بندی میں ہو، وہ دفعات جو شہری اور انتظامی آئین کے تحت گرفتاری اور نظر بندی سے تعلق رکھتی ہیں، ہنگامی اور غیر معمولی حالات میں گرفتاری، نظر بندی اور جلاوطنی سے متعلق قوانین رپورٹ میں بے قاعدہ گرفتاری اور نظر بندی سے آزادی کے بارے میں اصولوں کا ایک مسودہ بھی شامل تھا جسے کمیٹی نے کمیشن کی درخواست پر تیار کیا تھا۔

انسانی حقوق کے کمیشن کو ابھی تک اس مطالعہ پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا ہے۔ اس اثنا میں اس نے بے قاعدہ گرفتاری اور نظر بندی سے آزادی کے بارے میں اصولوں کا مجموعہ اقوام متحدہ اور مخصوص اداروں کے ممبر ملکوں کو برائے تبصرہ بھیج دیا ہے۔ ۱۵ جنوری ۱۹۶۵ء تک انچاس حکومتوں نے اصولوں کے مسودے پر اپنے اعتراضات پیش کردئے ہیں۔

کمیشن نے کمیٹی کی رپورٹ کو ممبر ملکوں کی حکومت کے پاس تبصرے کے لئے بھیجنے کا فیصلہ کیا اور کمیٹی سے درخواست کی کہ وہ حکومتوں کے تبصروں کو سامنے رکھ کر رپورٹ میں ترمیم کرے۔

اس سیمینار کے ایک مشورے پر جو ۱۹۶۰ء میں ویانا کے مقام پر فوجداری مقامات میں انسانی حقوق کی حفاظت کے موضوع پر منعقد ہوا تھا، عمل کرتے ہوئے انسانی حقوق کے کمیشن نے ۱۹۶۱ء میں فیصلہ کیا کہ ''گرفتار شدہ اشخاص کے اس حق کا کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ خط و کتابت کرسکتے ہیں جن سے اپنی مدافعت یا اپنے لازمی مفادات کو بچانے کی خاطر مشورہ کرنا ضروری ہو'' ایک مطالعی جائزہ تیار کیا جائے۔ کمیشن نے چار اراکین کی اس کمیٹی کو اس دوسرے مطالعہ کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے بھی کہا۔

اس مطالعہ کی تیاری کے لئے بنیاد کے طور پر کمیٹی گرفتار شدہ اشخاص کے اس حق کے بارے میں کہ وہ اپنے اهل و عیال، دوستوں، وکیلوں اور دوسرے لوگوں سے خط و کتابت کر سکتے ہیں، مختلف ملکوں میں رائج شدہ قوانین اور طریقوں سے متعلق مونو گرافوں کا ایک سلسلہ تیار کر رہی ہے۔ کمیٹی کا ارادہ ہے کہ اپنی رپورٹ ۱۹۶۶ء میں کمیشن کے سامنے پیش کر دے۔

## انسانی حقوق کے میدان عمل میں مشاورتی خدمات

جنرل اسمبلی نے دسمبر ۱۹۵۵ء میں قرار داد نمبر ۹۲۶ (۱۰) منظور کرتے ہوئے انسانی حقوق کے میدان عمل میں مشاورتی خدمات کا ایک وپر گرام تیار کیا جس کے مطابق سکریٹری جنرل کو اختیار دیا گیا کہ وہ حکومتوں کی درخواست پر اور جہاں مناسب ہو، مخصوص اداروں کے

تعاون سے ان تین قسم کی امداد فراہم کریں : (۱) ماہرین کی مشاورتی خدمات ۔ (۲) وظیفے ۔ (۳) سیمینار ۔

اس پروگرام کو منظور کر کے گویا جنرل اسمبلی نے ان تین سابقہ اور جداگانہ قراردادوں کو مربوط اور وسیع کر دیا جو ۱۹۵۳ء اور ۱۹۵۴ء میں منظور کی تھیں جن کا منشا یہ تھا کہ حکومتوں کی درخواست پر ان کو فنی اور مشاورتی خدمات دی جائیں، فرق و امتیاز مٹانے کی خاطر عورتوں کے حقوق کو فروغ دیا جائے اور ان کی حفاظت کی جائے ، اقلیتوں کی حفاظت کی جائے اور اطلاعات کی آزادی کو فروغ دیا جائے ۔

انسانی حقوق کے میدان عمل میں مشاورتی خدمات کے پروگرام کے تحت جسے ۱۹۵۵ء کی قراردادوں کے بموجب طے کیا گیا تھا ، سکریٹری جنرل نے کم ترقی یافتہ علاقوں کی اشد ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے امدادی رقم کا تعین کیا اور وہ شرائط منضبط کیں جن کے تحت امداد دی جانی تھی ۔ امداد صرف حکومتوں کی درخواست پر دی جاتی ہے لیکن انسانی حقوق کے ضمن میں ہر موضوع پر عائد ہوتی ہے تاہم شرط یہ ہے کہ موضوع ایسا ہو جس کے لئے کافی مشاورتی امداد کسی مخصوص ادارے کے ذریعے میسر نہ آتی ہو ۔ اور یہ کہ وہ فنی تعاون کے موجودہ پروگرام کے دائرۂ عمل میں نہ آتی ہو ۔ قرارداد نمبر ۹۲۶ (۱۰) کے تحت سکریٹری جنرل ان اقدامات کے بارے میں جو انہوں نے مشاورتی خدمات کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے میں اختیار کئے ہوں، باقاعدگی کے ساتھ اپنی رپورٹیں اقتصادی اور معاشرتی کونسل کو ، انسانی حقوق کے کمیشن کو اور اگر مناسب ہو تو حیثیت نسواں کے کمیشن کو بھیجتے ہیں ۔

اسمبلی نے مشاورتی خدمات والے مبسوط پروگرام کو منظور کرلیا تو اس کے فوراً بعد سابق سکریٹری جنرل آنجہانی داگ ھامر شیلڈ نے انسانی حقوق کے کمیشن کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

" اس پروگرام کا بڑا مقصد، جیسا کہ میرے نزدیک وہ ترقی پذیر ہے، یہ ہونا چاہئے کہ حکومتوں کو موقع دیا جائے کہ وہ اپنے بعض مسائل کو حل کرنے میں یا حل کرنے کی کوشش میں اپنے تجربات کا تبادلہ کریں۔ اس قسم کے تبادلہ کی تنظیم میں شروعات — سیمیناروں یا دوسرے ذرائع سے — ان حکومتوں کی طرف سے ہونی چاہئے جو زیر نظر مسئلے کو حل کرنے میں بطور خاص کامیاب رہی ہیں، نہ کہ ان حکومتوں سے پہل ہو جو خود ہی دشواری میں مبتلا ہیں۔ مثال کے طور پر توقع کی جاسکتی ہے کہ ایک حکومت جس نے امتیازات کی روک تھام کے لئے آئینی اور انتظامی فنی طریقوں کے استعمال میں طویل اور خصوصاً مفید تجربہ حاصل کرلیا ہے، ایک ایسے سیمینار کی تنظیم میں پہل کرسکتی ہے جس میں کلیدی حیثیت رکھنے والے سرکاری اور غیر سرکاری اشخاص دوسرے ملکوں سے مدعو کئے جاسکیں اور مجھے یقین ہے کہ ایسے ملکوں کی کمی نہیں ہوگی جو اس قسم کے سیمینار میں اپنے نمائندے بھیجنے کے موقع کا خیر مقدم کریں۔ ایسی ہی دوسری مثالوں کے بارے میں سوچنا کوئی دشوار کام نہیں ہے۔ اس طرح ایک ایسا ملک، جسے اقلیتوں پر اثرانداز ہونے والے مسائل کا خصوصی تجربہ حاصل ہے، اقلیتوں کی حفاظت کے بارے میں ایک سیمینار منعقد کرسکتا ہے۔ یا حکومتوں کا ایک گروپ مشترک یا علاقائی مسائل پر تبادلۂ خیالات کرنے کے لئے ایک سیمینار کا اہتمام کرسکتا ہے۔ شاید ان سیمیناروں کا سب سے زیادہ اہم مقصد یہ ہوگا کہ تھوڑی تھوڑی مدت کے لئے ان کلیدی حیثیت رکھنے والے لوگوں کو یکجا کیا جائے تاکہ وہ اپنے افکار کو تقویت دے سکیں اور اپنی قیادت کے ذریعہ سرکاری حلقوں میں انسانی حقوق کے مسائل کے بارے میں زیادہ سے زیادہ وقوف کی ہمت افزائی کرسکیں۔ میرا یہ بھی خیال ہے کہ ان آزمودہ طریقوں کو جو ساری دنیا میں بہت زیادہ مشہور ہو چکے ہیں، عمل میں

لا کر بہت زیادہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ھے۔ یہ غیررسمی مذاکرات کسی قدر تعجب خیز ھوسکتے ھیں اور وہ ملک بھی جن کے طریقے انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے ترقی پا گئے ھیں ، اس حقیقت کو سمجھ سکتے ھیں کہ دوسرے ملکوں کے تجربات سے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ھے۔

مجھے امید ھے کہ مذاکرات یک طرفہ نہیں ھوں گے اور نہ وہ اپنی علمیت کا ڈنکا بجانے کے لئے ھوں گے بلکہ ھر شریک اجلاس سے توقع کی جائے گی کہ وہ کوئی ٹھوس اور قطعی فائدہ پہنچائے۔ سکریٹریٹ ایسے کسی پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے بے چین نظر آتا ھے لیکن بظاھر کامیابی کا انحصار اس رھنمائی پر ھے جو حکومتوں نے اپنے سر لے لی اور ان مشوروں پر ھے جو حکومتوں سے ، اس کمیشن سے اور دوسرے متعلقہ اداروں سے ملتے ھیں۔ ''

## انسانی حقوق کے بارے میں سیمینار

انسانی حقوق کے سیمینار درحقیقت اسی انداز میں ھوئے جس کا تصور مسٹر ھامر شیلڈ نے ۱۹۰۶ء میں کیا تھا۔ ۱۹۶۸ء کے آخر تک ایشیا و مشرق بعید، افریقہ، یورپ اور مغربی نصف کرے کی میزبان حکومتوں کی دعوت پر اکیس علاقائی سیمیناروں کے انتظامات کئے گئے۔ بہت سے مباحث پر سلسلہ وار تبادلۂ خیالات ایک ھی موضوع کے سیمیناروں میں ھوتا رھا جن کا اھتمام دنیا کے مختلف علاقوں میں ھوا تھا۔ مثال کے طور پر فوجداری قانون اور طریق کار کے ضمن میں انسانی حقوق کی حفاظت کے بارے میں سیمینار ایشیا و مشرق بعید اور لاطینی امریکہ میں منعقد ھوئے۔ بالکل قریبی متعلقہ موضوع یعنی تعزیری طریق کار میں انسانی حقوق کی حفاظت پر ایک سیمینار یورپ میں ھوا۔ متعلقہ موضوعات کے دو اور سیمینار ، جن میں سے ایک انسانی حقوق کی حفاظت میں اصل فوجداری قانون کے کردار اور تعزیری امتناعات کی جائز حدود کے بارے میں اور دوسرا فوجداری نظام عدل کے نظم و نسق میں

انسانی حقوق کی حفاظت پر بھی ایشیا و مشرق بعید والے ملکوں کے لئے منعقد کرائے گئے۔

اسی طرح ایشیا و مشرق بعید میں، مغربی نصف کرے میں غیر قانونی کارروائی یا انتظامی اختیار کے ناجائز استعمال کے خلاف عدالتی اور دوسری چارہ جوئی کے موضوع پر سیمیناروں کا سلسلہ شروع کیا گیا جبکہ حبس بیجا کے خلاف اور ایسی چارہ جوئی کے موضوع پر ایک سیمینار مغربی نصف کرے میں منعقد ہوا۔

سلسلہ وار تین سیمینار جن کا موضوع عوامی زندگی میں عورتوں کی شرکت تھا، ایشیا و مشرق بعید میں، مغربی نصف کرے میں اور افریقہ میں منعقد ہوئے۔ ۱۹۶۴ء کے آخر تک چار علاقائی سیمیناروں میں عائلی قانون میں عورتوں کی حیثیت کا موضوع زیر بحث آیا۔ اس سال بھی ایک سیمینار ایشیا و مشرق بعید کے علاقے میں ہونے والا ہے۔ اس میں بھی عوامی زندگی میں عورتوں کی شرکت کے سوال پر تبادلۂ خیالات ہوگا۔

ایشیا اور مشرق بعید کے ملکوں کے لئے ایک سیمینار آزادیٔ اطلاعات کے موضوع پر ۱۹۶۲ء میں اور اس کے بعد ۱۹۶۴ء میں اسی موضوع پر یورپ کے علاقے کے لئے منعقد ہوا۔ ایک موضوع جس نے سب سے زیادہ دلچسپی کی لہر دوڑائی یہ تھا کہ انسانی حقوق کی حفاظت میں پولیس کا کیا کردار ہونا چاہئے۔ اس موضوع کا پہلا سیمینار ۱۹۶۳ء میں بمقام آسٹریلیا ہوا۔ ایک اور سیمینار جس نے سب سے زیادہ توجہ مبذول کرائی، ۱۹۶۴ء کا سیمینار تھا جو ترقی پذیر ملکوں میں انسانی حقوق کے موضوع پر منعقد ہوا جس میں ایشیا و مشرق بعید کے ملکوں نے شرکت کی۔

پہلا سیمینار جس کا اہتمام عالمگیر بنیاد پر ہوگا ۱۹۶۵ء میں یوگوسلاویہ میں منعقد ہوگا جس میں کثیرالاقوامی معاشرہ زیر بحث آئے گا۔

سیمیناروں کی رپورٹیں، جن میں مختصراً بحث و تمحیص کے خلاصے شامل ہوئے، سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں میں بہت مقبول ہوئیں۔

۱۹۶۳ء میں سکریٹری جنرل اوتھانٹ نے ''انسانی حقوق کی ترقی'' کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے کہا :

'' ایک سوال جو عموماً کیا جاتا ھے، یہ ھے کہ کیا باھمی تعاون کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ھے جبکہ بہت سے ملکوں میں فرد اور حکومت کے درمیان تعلقات کی اصل بنیاد میں زبردست اختلاف ھے۔ اقوام متحدہ کی کوششوں کے سامنے ایسی رکاوٹیں ناقابل عبور نہیں ثابت ہوئیں کیونکہ ملکوں اور قوموں میں برابر یہ احساس بڑھتا جارہا ھے کہ کوئی ایک قوم راستی، آزادی اور انسانی وقار پر اجارہ داری نہیں رکھتی ۔ اس کے علاوہ جب مختلف ملک ایک دوسرے کے تجربات سے بہت کچھ سیکھتے ھیں اور اپنے تجربات کا تبادلہ کرتے ھیں، جیسا کہ وہ مثال کے طور پر انسانی حقوق سے متعلق مشاورتی خدمات کے پروگرام کے تحت علاقائی سیمیناروں میں کرتے رھتے ھیں ،تو ظاھر ھے کہ وہ اس راہ پر چل پڑے ھیں جو باھمی مفاھمت کی ھے اور جو سیاسی اور دوسری رکاوٹوں کے پار سلسلۂ مواصلات کے لئے ناگزیر ھے''۔

## انسانی حقوق کے لئے وظیفے

انسانی حقوق کے لئے دئے جانے والے وظیفے بھی جو مشاورتی خدمات کے پروگرام کے تحت عطا کئے جاتے ھیں ، پروگرام کی ترقی کے ساتھ ساتھ بہت زیادہ توجہ مبذول کرا رہے ھیں ۔ ان کی ترتیب اس طرح کی گئی ھے اس سطح سے جو سیمیناروں کے لئے فراھم کی جاتی ھے، ذرا مختلف سطح پر تجربے کے تبادلے کی ضرورت پوری ھو سکے ۔ وظائف سے ان کے پانے والوں کو موقع ملتا ھے کہ وہ روز روز کے کام کی بنیاد پر اداروں ، ان کے طریق کار اور پالیسیوں کا مشاھدہ کر سکیں اور اس طرح حاصل ھونے والی معلومات کو اپنے ملکوں میں جا کر اسی نوعیت کے اداروں میں بیان کر سکیں ۔ چونکہ اس پروگرام میں دلچسپی بڑھتی جارھی ھے، اس لئے وظیفوں کی تعداد

میں بھی اضافہ ہورہا ہے۔ شروع میں ان کی تعداد ایک یا دو تھی جو ۱۹۶۴ء میں پینتالیس ہو گئی۔

وظیفے مختلف النوع موضوعات کے لئے دئے جاتے ہیں جیسا کہ مطالعہ والے علاقوں کی اس جزوی فہرست سے ظاہر ہوتا ہے :

سرکاری آئین ، حکمناموں اور قاعدوں کی تشکیل میں انسانی حقوق کے مسائل ۔

انسانی حقوق سے متعلق قانونی دفعات اور ان پر عمل درآمد ۔

کثیرالاقوامی معاشرہ میں انسانی حقوق کی حفاظت ۔

اقتصادی اور معاشرتی آئین کی تشکیل و تعمیل میں انسانی حقوق کا فروغ ۔

انسانی حقوق سے متعلق آئین ، حکمنامے اور قاعدے، قومی ترقیاتی منصوبوں کی تعمیل کے مقابلے میں ۔

عدالتی اہتمام اور نظم و نسق ، انسانی حقوق کی حفاظت کے مقابلے میں ۔

نظام عدل میں انسانی حقوق کی حفاظت ۔

تدابیر جو مقامی باشندوں کے انسانی حقوق کا اچھی طرح خیال رکھے جانے کے لئے اختیار کی گئی ہوں ۔

تدابیر جو اقلیتوں کے حقوق کا اچھی طرح خیال رکھے جانے کے لئے اختیار کی گئی ہوں ان ملکوں پر خاص طور سے زور دیتے ہوئے جن کے آئین وفاقی نوعیت کے ہوں ۔

بچوں کی عدالتوں میں نظام عدل قائم کرتے ہوئے بے راہ رو نوجوانوں کے انسانی حقوق کی حفاظت ۔

انسانی حقوق کی حفاظت میں پولیس کا کردار۔
قانونی مدد کا طریقہ اور خطا کاروں کے ساتھ برتاؤ۔
انتظامی اختیارات کے ناجائز استعمال کے خلاف عدالتی اور دوسرے طریقوں سے چارہ جوئی۔

فوجی نظام میں شامل لوگوں کے انسانی حقوق کی حفاظت۔
انسانی حقوق کی حفاظت میں پبلک پروسیکیوٹر کا کردار۔

## فوجداری طریق کار میں انسانی حقوق کی حفاظت

ابتدائی تحقیقات اور مقدمے سے قبل کی کارروائی میں انسانی حقوق کی حفاظت۔

انسانی حقوق کی حفاظت میں حبس بیجا کے خلاف طلب نامہ کا استعمال۔

گرفتار شدہ لوگوں کے اس حق کی یقین دھانی کے طریقے کہ وہ ان لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم کرسکیں جن کے ساتھ اس لحاظ سے مشورہ ضروری ہو کہ ان سے اپنے حق میں پیروی کرائی جاسکے یا ان کے ضروری مفادات کی حفاظت ہو سکے۔

ملزم کا یہ حق کہ مقدمہ جلد چلایا جائے۔

بری کئے ہوئے قیدیوں کی آبادکاری کے ضمن میں انسانی حق کی حفاظت۔

بچے اور کنبے کے حقوق کی حفاظت سے متعلق آئین کی تدوین و تعمیل۔

بچے کے حقوق، بطور خاص ان بچوں کے حقوق کی حفاظت کے حوالے کے ساتھ جو گود لئے گئے ہوں اور ان بچوں کے بارے میں جو ماں باپ کی شادی سے قبل پیدا ہوئے ہوں۔

عائلی قانون میں عورت کی حیثیت۔

عورتوں کی غیر فوجی سر گرمیاں ۔

عوامی زندگی میں عورتوں کی شرکت ۔

عورتوں کے لئے مساوی روزگار کے مواقع ۔

قانونی امداد اور اعانت ان طریقوں پر عمل درآمد کے خصوصی حوالے کے ساتھ جو عورتوں کی حیثیت کو بہتر بنانے کے لئے ھوں ۔

آئین و قوانین اور صحافتی ضابطوں کے ذریعے آزادیٔ اطلاعات کی یقین دھانی کے مسائل ۔

## غیر سرکاری کردار

۱۹۵۵ء میں جنرل اسمبلی نے مشاورتی خدمات کے پروگرام کا طریقہ رائج کیا تو اسی قرارداد میں یہ امید بھی ظاھر کی کہ بین الاقوامی اور غیرسرکاری ادارے، یونیورسٹیاں، مخیر انجمنیں اور دوسری نجی جماعتیں اسی قسم کے پروگرام بنا بنا کر اقوام متحدہ کے پروگرام میں اضافہ کریں گے اور ان کا مقصد تحقیقات و مطالعے کو فروغ دینا اور انسانی حقوق کے میدان عمل میں اعانت کرنا ھوگا ۔ اگرچہ مختلف اداروں اور انجمنوں سے یہ نہیں کہا گیا کہ وہ ان پروگراموں سے اطلاعات بھیجا کریں تاھم بعض ادارے اپنی سر گرمیوں سے اقوام متحدہ کو مطلع کرتے رھتے ھیں ۔ نیز بین الاقوامی تعاون کے ذریعے فنی معلومات کے تبادلے کے خیال سے اپنے آئندہ کے منصوبوں سے بھی آگاہ کر دیتے ھیں ۔

## عورتوں کی حیثیت

اقوام متحدہ کے چارٹر کی تمہید میں مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق پر عقیدہ رکھنے کی توثیق کی گئی ھے ۔ اور جنسی ، نسلی ، لسانی یا مذھبی تفریق کے بغیر مساوی حقوق کو فروغ دینا اقوام متحدہ کے قیام کا ایک خاص مقصد ھے ۔

عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن جو ۱۹۴۶ء میں قائم ہوا تھا، اقوام متحدہ کے ممبر ملکوں پر مشتمل ہے۔ اس کے اراکین کی تعداد شروع میں پندرہ تھی لیکن بعد میں بڑھ کر اٹھارہ ہو گئی اور پھر ۱۹۶۱ء میں اکیس ہو گئی۔ اس وقت سے وہ اپنے اس فرض کو پورا کر رہا ہے کہ سیاسی، تعلیمی، اقتصادی اور معاشرتی میدان ہائے عمل میں عورتوں کے مساوی حقوق کو فروغ دیا جائے۔

## سیاسی حقوق

عورتوں کے خلاف امتیازات کے سلسلے میں ایک ایک مسلم الثبوت مثال سیاسی حقوق کی ہے۔ سیاسی حقوق خصوصاً عورتوں کے لئے بے حد مفید ہیں کیونکہ صرف قانون ساز، انتظامی اداروں اور عدالتی اداروں میں شرکت کرنے کے بعد ہی عورتیں دوسرے تمام میدانوں میں مساوی حقوق حاصل کرسکتی ہیں۔ چارٹر پر دستخط کے وقت دنیا بھر کے صرف آدھے آزاد ملکوں میں عورتوں کو سیاسی حقوق حاصل تھے۔ موجودہ زمانے میں ایک سو چھ سے زیادہ ملکوں نے عورتوں کو مکمل سیاسی حقوق عطا کر دئے ہیں۔ اور دنیا کے ان آزاد ملکوں کی تعداد اب صرف نو رہ گئی ہے جہاں عورتوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہے اور انتخاب میں کھڑی ہونے کی مستحق بھی نہیں ہیں۔ چھ ملکوں میں عورتوں کے لئے ووٹ دینے کے حق پر اور / یا کوئی سرکاری عہدہ سنبھالنے کے استحقاق پر بعض پابندیاں عائد ہیں جو مردوں کے لئے نہیں ہیں۔ پچھلے چند سال میں بعض نئی حکومتیں ابھری ہیں اور یہ بات قابل ذکر ہوسکتی ہے کہ ایسے ملکوں کی بہت بڑی اکثریت نے اپنے آئین یا قوانین میں عورتوں اور مردوں کے سیاسی حقوق کو مساوی شرائط کی بنیاد پر تسلیم کیا ہے۔

سیاسی حقوق میں مساوات کو فروغ دینے کے لئے کمیشن نے کئی تدبیریں اختیار کیں۔ سب سے زیادہ اہمیت عورتوں کے سیاسی

حقوق سے متعلق ضابطہٴ قانون کو حاصل ہے جسے جنرل اسمبلی نے دسمبر ۱۹۵۲ء میں منظور کیاتھا۔ یہ ضابطہٴ قانون بین الاقوامی قانون کی پہلی دستاویز ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ایک عالمگیر بنیاد پر عورتوں کے حقوق منظور کئے جائیں اور ان کی حفاظت کی جائے ۔ یہ ضابطہ یقین دلاتا ہے کہ ان حکمرانوں میں جو ضابطے کے فریق بن گئے ہیں، عورتوں کو ووٹ دینے کا، انتخابات میں کھڑے ہونے کا، سرکاری عہدے حاصل کرنے کا اور تمام سرکاری فرائض انجام دینے کا مردوں کےساتھ مساوی حیثیت سے حق حاصل ہوگا۔ مارچ ۱۹۵۳ء میں یہ ضابطہ دستخطوں کے لئے پہلی بار پیش ہوا تھا۔ اس وقت سے چون سے زیادہ ملکوں نے اس پر دستخط کردئے چوالیس نے توثیق کی ہے یا اس کے ساتھ وابستگی کا اظہار کیاہے۔ وہ ۷ جولائی ۱۹۵۴ء سے نافذ ہے ۔ ۱۹۵۵ء میں اقوام متحدہ نے ایک کتاب شائع کی جس کا عنوان ہے ''عورتوں کے سیاسی حقوق سے متعلق ایک ضابطہٴ قانون—تاریخ اور تبصرہ''۔ اس میں اس ضابطہٴ قانون کی ترقی اور تعمیل کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے ۔

۱۹۵۹ء سے عورتوں کے سیاسی حقوق سے متعلق ضابطہٴ قانون کے فریق ملکوں کو دعوت دی جارہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ان اقدامات کے بارے میں اطلاعات پیش کریں جو وہ اس ضابطے کو عمل میں لانے کے لئے اختیار کر رہے ہیں۔ نیز کمیشن نے ہر دو سال کے بعد ان رپورٹوں پر غور کیاہے۔ جولائی ۱۹۶۳ء میں اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے، کمیشن کی سفارش پر عمل کرتے ہوئے ایک قرار داد منظور کی جس میں اقوام متحدہ کے تمام ممبر ملکوں کو، خواہ وہ ضابطہٴ قانون کے فریق ہوں یا نہ ہوں، دعوت دی ہے کہ وہ بتائیں کہ ضابطہٴ قانون میں درج شدہ اصولوں کو عملی جامہ پہنانے میں انہوں نے کیا کیا ہے اور یہ بھی ظاہر کریں کہ کیا کسی عورت کو قومی پارلیمان کے لئے منتخب کیا گیا ہے یا کسی اعلیٰ سرکاری، عدالتی یا سفارتی اسامی پر کسی عورت کو مامور کیا گیا ہے۔

ووٹ دینے اور منتخب کئے جانے کے حق کو اب وسیع تر فروغ حاصل ہورہا ہے۔ تاہم کمیشن کو اس بات کا احساس ہے کہ بھر پور سیاسی مساوات کے ضمن میں، خصوصاً سرکاری عہدے سنبھالنے کے وسیع میدان میں ابھی بہت کچھ ہونا باقی ہے۔ اسے عورتوں کی مدنی یا سیاسی تعلیم سے بھی بڑی دلچسپی ہے۔ اسی خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے ۱۹۵۱ء میں اقوام متحدہ نے ایک پمفلٹ بعنوان ''عورتوں کی سیاسی تعلیم'' شائع کیا جس میں ان رکاوٹوں کو عبور کرنے کے بعض طریقے بتائے گئے ہیں جو سیاسی زندگی میں عورتوں کی بھر پور شرکت کی راہ میں حائل ہیں۔ اس میں جہاں تک ممکن ہوسکا ہے، لوگوں کی روز مرہ زندگی، ان کے حقوق اور ان کے فرائض کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کتابچے پر، جو ساری دنیا میں اچھی طرح تقسیم ہوچکا ہے، ۱۹۶۴ء میں نظر ثانی کی گئی اور اسے دوبارہ شائع کیا گیا۔ اب اس کا عنوان ''عورتوں کی شہری اور سیاسی تعلیم'' ہے۔

### تعلیم

عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن اپنے قیام کے بعد سے اب تک تعلیم کے میدان میں عورتوں کی رسائی کے سوال پر اچھی طرح غور کرتا رہا ہے۔ اس نے یونیسکو اور بین الاقوامی ادارۂ عمال کے تعاون سے تعلیم کی تمام منزلوں میں لڑکیوں اور عورتوں کی رسائی، درس دینے کے پیشے میں عورتوں کی رسائی نیز فنی اور پیشہ ورانہ تربیت اور رہنمائی کے باب میں لڑکیوں اور عورتوں کے حصہ لینے کے امکان پر مختلف قسم کے جائزے تیار کرائے ہیں۔ اس نے سب کے لئے مفت لازمی ابتدائی تعلیم کے لئے، عورتوں میں سے ناخواندگی دور کرنے کی خصوصی تدابیر کے لئے اور بالغ عورتوں کے تعلیمی پروگراموں کو ترقی دینے کی وکالت کی ہے۔

کمیشن نے یونیسکو کے ایسے پروگراموں میں ہمیشہ دلچسپی کا اظہار کیا ہے جو عورتوں کے لئے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً

وہ مختلف منصوبے جن کا مقصد خاص طور پر ترقی پذیر ملکوں میں تعلیم کے میدان میں لڑکیوں اور عورتوں کی رسائی کی رفتار کو تیز کرنا ہو۔ اس نے تعلیم میں برتے جانے والے امتیازات کے خلاف یونسیکو کی جنرل کانفرنس سے دسمبر ۱۹۶۰ء میں منظور شدہ ضابطے اور سفارش میں بھی خاص دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

## اقتصادی حقوق

انسانی حقوق کے کمیشن نے اپنے جلسوں میں عورتوں کے لئے اقتصادی مواقع کے سوال پر ہمیشہ فکر و تردد کا اظہار کیا ہے۔ کمیشن نے بین الاقوامی ادارۂ عمال کے ساتھ ان اصولوں کی وضاحت کرنے میں تعاون کیا ہے جو مزدوروں اور مزدورنیوں کے لئے یکساں نوعیت کے کام کے عوض یکساں معاوضے سے متعلق ادارے کے ضابطے اور سفارش نامے میں نیز پیشے اور روزگار میں برتے جانے والے امتیاز سے متعلق ادارے کے ضابطے اور فاضل سفارش نامے میں جو علی الترتیب ۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۸ء میں منظور کئے گئے تھے، درج ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں اقوام متحدہ نے بین الاقوامی ادارۂ عمال کے اشتراک سے انسانی حقوق کے کمیشن کی دعوت پر کتابچہ ''مساوی کام کے لئے مساوی تنخواہ'' کے عنوان سے شائع کیا جس میں اس اصول کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر عملی جامہ پہنانے میں جو ترقی حاصل ہوئی ہے، اس کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

کمیشن نے عورتوں کے اقتصادی حقوق کے بارے میں مختلف مطالعوں پر بھی غور کیا۔ مثلاً عورتوں کے لئے جزوی اوقات میں کام کاج، ضعیف کارکن عورتوں کے لئے روزگار، گھریلو صنعتوں اور دستکاریوں میں عورتوں کے لئے یکساں مواقع، کام کرنے والی عورتوں کی حیثیت جن میں گھریلو ذمہ داریاں ادا کرنے والی عورتیں شامل ہیں، سبکدوشی کے لئے عمر کا تعین اور پنشن پانے کا حق وغیرہ۔ کمیشن

نے ایسی سفارشات پیش کرنے کی کارروائی بھی کی جن میں سے بیشتر کو کونسل نے منظور کرلیا ہے۔ مثال کے طور پر کمیشن نے عورتوں کے لئے پیشہ ورانہ نظرئیے کے ایک عالمی مطالعہ کی ذمہ داری لی جس کا آغاز فن تعمیرات، انجینیرنگ اور قانون اور دوسرے متعلقہ پیشوں سے ہوا۔ اس مطالعہ میں ظاہر کیا گیا ہے کہ اگرچہ ان پیشوں تک عورتوں کی رسائی میں چند قانونی رکاوٹیں حائل تھیں تاہم حقیقت میں بہت زیادہ تعصب اور عدم مساوات کا حصہ بھی شامل تھا۔ لہذا کمیشن نے غیر سرکاری اداروں کو اعانت کی دعوت دی کہ وہ رائے عامہ کو ہموار کر کے ایک مفاہمت کی منزل میں لائیں اور ان پیشوں میں حصہ لینے کے لئے لڑکیوں اور عورتوں کو صحیح مواقع سے باخبر کریں۔ ان اداروں میں پیشوں سے متعلق انجمنیں شامل تھیں۔

ٹیکس سے متعلق آئین کے ضمن میں جس کا اطلاق عورتوں پر ہوتا ہے، اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے کمیشن کے اس موقف کی حمایت کی کہ جہاں تک حاصل شدہ آمدنی پر لگائے جانے والے ٹیکس کا تعلق ہے آئین میں مردوں اور عورتوں کے ساتھ یکساں برتاؤ کی گنجائش رکھی جائے اور چونکہ شادی کرنے اور ایک کنبہ قائم کرنے کے حق میں کوئی رکاوٹ حائل ہونی نہ چاہئے اس لئے حکومتیں یقین دلائیں کہ شادی شدہ لوگوں کو مجرد لوگوں کی بہ نسبت اپنی حاصل شدہ آمدنی پر زیادہ اونچی شرح کے حساب سے ٹیکس ادا کرنا نہیں پڑیگا۔

## نجی قانون میں عورتوں کی حیثیت

ایک اور اہم میدان جس میں عورتوں کو مردوں کے برابر فائدہ اٹھانے کا موقع نہیں ملتا نجی قانون ہے اور اس میں خاص طور پر عائلی قانون اور جائداد کے حقوق شامل ہیں۔ بہت سے قانونی

نظاموں کے تحت ماؤں کو اپنے بچوں کی نشو و نما میں کچھ کہنے کا موقع نہیں ملتا اور باپ کے مرنے کے بعد بچوں کی سرپرست بننے کا حق بھی نہیں دیا جاتا۔ بہت سے ملکوں میں بیوی کی مدنی حیثیت بہت محدود ہے۔ اس کو خاوند کے گھر کے علاوہ کسی اور قانونی سکونت کا حق بھی نہیں ملتا اور کچھ ملک ایسے بھی ھیں جہاں عورتیں شادی کے بعد حق وراثت جائداد سے محروم ہوجاتی ھیں۔

قومی عائلی اور ملکیتی قوانین کے تحت عورتوں کی حیثیت کا وسیع مطالعہ کرنے کے بعد کمیشن نے سفارش کی کہ حکومتیں ان تمام ممکنہ تدابیر پر عمل کریں جو زن و شوہر کے حقوق و فرائض میں مساوات کی ضمانت دیں اور وہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے عین مطابق ہوں۔

اقتصادی اور معاشرتی کونسل نے ان سفارشات کو اور مساوی جدی حقوق و فرائض سے متعلق مخصوص سفارشات کو بھی منظور کرلیا۔ مثلاً ایک شادی شدہ عورت کے اس حق کو کہ وہ اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ ایک اور قانونی سکونت بھی رکھ سکتی ہے، ایک شادی شدہ عورت کے اس حق کو کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باھر کام کاج کرسکتی ہے، اور ازدواجی زندگی میں جائداد کے اس آئینی نظام کو جس کی رو سے عورتوں کو علیحدہ اور مشترک جائداد پر شادی کے دوران میں یکساں حقوق حاصل ہونگے اور شادی کا سلسلہ منقطع ہوجانے کے بعد جائداد کا ایک واجبی حصہ ملیگا۔ نیز عورتوں اور مردوں کے وراثتی حقوق برابر ہونگے۔ اقوام متحدہ نے جو مختلف مطالعے ان موضوعات پر مرتب کرائے ھیں، وہ اس کتاب میں شامل کرلئے گئے ھیں جو ''شادی شدہ عورتوں کی قانونی حیثیت'' کے عنوان سے شائع ہوئی ہے۔

۱۹۵۴ء میں جنرل اسمبلی نے سفارش کرکے کمیشن کے موقف پر مہر توثیق لگادی کہ تمام ملک ان رسم و رواج اور آئین و

قوانین کا خاتمہ کرنے کے لئے مناسب قدم اٹھائیں جو ایک انسان کی حیثیت سے عورت کے وقار پر اثر انداز ہوتے ھیں اور جو اقوام متحدہ کے چارٹر اور انسانی حقوق کے عالمی منشور کے برعکس ھیں۔

مارچ ۱۹۶۱ء میں شادی کے مسئلے پر اور خصوصاً شادی پر آزادانہ رضامندی، شادی کے لئے کم سے کم عمر کے تعین اور شادیوں کے اندراج کے بارے میں مفصل رپورٹوں پر غور و خوض کرنے کے بعد کمیشن نے تجاویز منظور کیں جن میں ان موضوعات پر ایک مجوزہ ضابطے کا اور ایک مجوزہ سفارش کا متن شامل تھا۔

۱۹۶۲ء میں جنرل اسمبلی نے شادی کے لئے رضامندی، شادی کیلئے کم سے کم عمر کے تعین اور شادیوں کے اندراج کے بارے میں ایک ضابطۂ قانون منظور کرلیا جو انسانی حقوق کے عالمی منشور کی منظوری کی سالگرہ کے موقع پر ۱۰ دسمبر ۱۹۶۲ء کو دستخطوں کے لئے پیش کردیا گیا۔ اس میں درج کیا گیاھے کہ شادی کرنے والے دونوں فریق کی مکمل اور آزادانہ رضامندی کے بغیر کوئی شادی قابل قبول نہیں ھوگی، ضابطے کے فریق ملک شادی کے لئے کم سے کم عمر معین کرنے کی ذمہ داری لینگے اور باقاعدہ مقرر کئے ھوئے کسی با اختیار شخص کے سامنے تمام شادیوں کا اندراج کیا جائیگا۔ یہ ضابطہ ۹ دسمبر ۱۹۶۴ء سے نافذ ھوگیا ھے۔ ۱۹۶۵ء کے شروع میں بارہ ملکوں نے اس ضابطے کی توثیق کی تھی یا اس سے اپنی وابستگی کا اظہار کیا تھا۔

مجوزہ سفارش کی اصل دفعات کا ترمیم شدہ متن حقیقتاً حرف بہ حرف ضابطۂ قانون کی دفعات کے متن سے ملتا جلتا ھے اور جنرل اسمبلی کے ایجنڈے میں شامل ھے۔ عائلی قانون کے دوسرے پہلوؤں مثلاً شادی فسخ ھوجانے کے قانونی پہلو اور ان کے نتائج، شادی کی تنسیخ، اور عدالت کے ذریعے علیحدگی اور والدین سے متعلق

حقوق و فرائض کا مزید مطالعہ کیا جارہا ھے جن پر کمیشن بہت غور کریگا -

## شادی شدہ عورتوں کی قومیت

عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن ۱۹۴۶ء میں قائم ہوا تھا۔ اس وقت سے وہ شادی شدہ عورتوں کی قومیت کے مسئلے پر غور کر رہا ھے۔ اس منزل میں اس کی کوشش کا یہ نتیجہ نکلا کہ ''شادی شدہ عورتوں کی قومیت کے بارے میں ضابطۂ قانون'' تیار کرلیا گیا جسے جنرل اسمبلی نے جنوری ۱۹۵۷ء میں منظور کرلیا اور فروری ۱۹۵۷ء میں اسے دستخطوں کے لئے پیش کردیا گیا۔ وہ ۱۱ اگست ۱۹۵۸ء سے دائرۂ نفاذ میں آچکا ھے۔ ضابطے کی شرائط کے مطابق کسی غیر ملکی سے شادی خود بخود بیوی کی قومیت پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ تاھم اس میں ایک ایسی بیوی کے لئے جو اپنے خاوند کی قومیت اختیار کرنی چاھتی ہو خصوصی مراعات پانے کے طریقۂ کار کا ذکر کیا گیا ھے۔ ۱۹۶۰ء کے شروع میں تیس ملک اس ضابطۂ قانون کے فریق بن چکے ھیں -

اقوام متحدہ نے ایک کتابچہ ''شادی شدہ عورتوں کی قومیت سے متعلق ضابطۂ قانون'' شائع کیا ھے جس میں اس کے متن کی تاریخ اور اس پر تبصرہ شامل ھے - اسکے علاوہ ایک اور کتابچہ ''شادی شدہ عورتوں کی قومیت'' شائع کیا ھے جس میں وہ آئینی شرائط درج ھیں جو بہت سے ملکوں میں منظور کرلی گئی ھیں -

## ترقی پذیر ملکوں میں عورتوں کے لئے اقوام متحدہ کی اعانت

اس منزل کا ایک اھم واقعہ یہ ھے کہ ۱۹۶۲ء میں جنرل اسمبلی نے ایک قرارداد منظور کرلی جس میں کہا گیا ھے کہ عورتوں کی ترقی کیلئے ایک طویل المدت پروگرام مرتب کرنے کی

خاطر نئے وسائل فراہم کرنے کی صلاحیت کا مطالعہ کیاجائے۔ ترقی پذیر ملکوں کی عورتوں کی حالت پر بطور خاص زور دیا گیا ہے۔ یہ کام اس وقت حکومتوں، مخصوص اداروں، اقوام متحدہ کے بچوں کے فنڈ (یونی سیف) اور غیر سرکاری اداروں کے تعاون سے اقوام متحدہ کا سکریٹریٹ انجام دے رہا ہے۔ عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن کو اس منصوبے کے ضمن میں سکریٹریٹ کے ساتھ تعاون کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔

## عورتوں کے خلاف فرق و امتیاز ختم کرنے سے متعلق منشور

ان قابل ذکر تحصیلات کو تسلیم کرتے ہوئے جو حال کے چند سال میں ہوئی ہیں اور اس فاصلے کو بھی جو ابھی طے ہونا باقی ہے قبل اس کے کہ عورتیں اپنے ملک کی زندگی میں پوری طرح حصہ لے سکیں، جنرل اسمبلی نے ۱۹۶۳ء میں اتفاق رائے کے ساتھ ایک قرارداد منظور کی جس میں اقتصادی اور معاشرتی کونسل سے درخواست کی گئی کہ وہ عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن کو ایک مسودۂ منشور تیار کرنے کی دعوت دے جو عورتوں کے خلاف امتیازات کو دور کرنے کے لئے ہو اور اگر ممکن ہو تو ۱۹۶۵ء کی جنرل اسمبلی سے اس پر غور و خوص کرایا جائے۔

## انسانی حقوق کے میدان میں مشاورتی خدمات

عورتوں کی حیثیت سے متعلق کمیشن نے انسانی حقوق کے میدان میں مشاورتی خدمات کے اس پروگرام کے ساتھ مسلسل اپنی دلچسپی اور حمایت کا اظہار کیاھے جسے جنرل اسمبلی نے ۱۹۵۵ء میں ایک قرارداد کے ذریعہ شروع کیا تھا۔ ۱۹۵۷ء میں کمیشن نے سکریٹری جنرل سے درخواست کی کہ وہ مدنی ذمہ داریوں اور عوامی زندگی میں عورتوں کی بڑھتی ہوئی شرکت کے موضوع پر ایک سیمینار کا اہتمام کریں۔

یہ سیمینار تھائی لینڈ کے مقام بنکوک میں ایشیا اور مشرق بعید کی عورتوں کے لئے اگست ۱۹۵۷ء میں منعقد ہوا ۔ مئی ۱۹۵۹ء میں دوسرا علاقائی سیمینار عوامی زندگی میں عورتوں کی شرکت کے موضوع پر کولمبیا کے صدر مقام بوگوٹا میں منعقد ہوا ۔ مغربی نصف کرے کے سب ملکوں کے نمائندے اس میں شریک ہوئے ۔ اس سلسلے کا تیسرا سیمینار حبشہ کے صدر مقام عدیس ابابا میں دسمبر ۱۹۶۰ء میں منعقد ہوا جس میں افریقہ کے ملکوں اور علاقوں کی عورتوں نے حصہ لیا ۔ ایک چوتھا سیمینار اسی موضوع پر اگست ۱۹۶۵ء میں منگولیا کے صدر مقام الن باتور میں منعقد کیا گیا ۔

سیمیناروں کا ایک اور سلسلہ، جو عائلی قانون میں عورتوں کی حیثیت سے متعلق ہے ۱۹۶۱ء میں شروع ہوا ۔ اس کا پہلا سیمینار رومانیہ کے صدر مقام بخارسٹ میں خطۂ یورپ کے لئے بلایا گیا ۔ دوسرا سیمینار مئی ۱۹۶۲ء میں جاپان کے صدر مقام ٹوکیو میں ہوا جو خطۂ ایشیا کے لئے تھا ۔ تیسرا مغربی نصف کرے والے ملکوں کے لئے دسمبر ۱۹۶۳ء میں کولمبیا کے شہر بوگوٹا میں ہوا ۔ خطۂ افریقہ کے لئے چوتھے سیمینار کا اہتمام اگست ۱۹۶۴ء میں ٹوگو کے صدر مقام لومے میں کیا گیا ۔ جہاں تک انسانی حقوق کے میدان عمل کا تعلق ہے عورتوں نے وظیفوں کے پروگرام میں بھی شرکت کی ہے ۔

---


شائع کردہ مرکز اطلاعات، اقوام متحدہ، کراچی

بہ تعاون ادارۂ مطبوعات، حکومت پاکستان ۔ کراچی

"United Nations Work for Human Rights,"
(Urdu) 5,000—November 1965.

Printed at EAST PRESS, Karachi.

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
★ MAILSI ★
[ام جھرل]
1 9 FEB 2021